﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد17 | جمعۃ المبارک19/مارچ 2010ء | 03/ربیع الثانی 1431 ہجری قمری ❁ 19/امان 1389 ہجری شمسی | شمارہ 12

عالی نسب

ہرقل نے اپنے دربار میں ابوسفیان سے پوچھا کہ تم میں مدعی نبوت (یعنی رسول کریم ﷺ) کا نسب کیسا ہے۔
ابوسفیان نے کہا وہ ہم میں عالی خاندان میں سے ہے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ہرقل نے کہا تمام رسول اپنی قوم کے اعلیٰ گھرانوں میں ہی مبعوث ہوتے ہیں۔

(صحیح بخاری کتاب بدء الوحی حدیث نمبر:6)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

خدا تعالیٰ کی راہ میں مرنے کے یہ معنے نہیں کہ انسان خواہ مخواہ لڑائیاں کرتا پھرے بلکہ اس سے یہ مراد ہے کہ خدا تعالیٰ کے احکام اور اَوَامر کو، اس کی رضا کو، اپنی تمام خواہشوں اور آرزوؤں پر مقدم کرے اور پھر اپنے دل میں غور کرے کہ کیا وہ دنیا کی زندگی کو پسند کرتا ہے یا آخرت کو

”شہادت کا ابتدائی درجہ خدا کی راہ میں استقلال اور ثبات قدم ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص نہ مرا اللہ کی راہ میں اور نہ تمنا کی مر گیا وہ نفاق کے شعبہ میں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص کامل مومن نہیں ہوتا جب تک اللہ تعالیٰ کی راہ میں مرنا دنیا کی زندگی سے وہ مقدم نہ کرے۔ پھر یہ کیسا گراں مرحلہ ہے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے دنیا کی حیات کو عزیز سمجھا۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں مرنے کے یہ معنے نہیں کہ انسان خواہ مخواہ لڑائیاں کرتا پھرے بلکہ اس سے یہ مراد ہے کہ خدا تعالیٰ کے احکام اور اَوَامر کو، اس کی رضا کو، اپنی تمام خواہشوں اور آرزوؤں پر مقدم کرے اور پھر اپنے دل میں غور کرے کہ کیا وہ دنیا کی زندگی کو پسند کرتا ہے یا آخرت کو۔ اور خدا کی راہ میں اگر اس پر مصائب اور شدائد بھی پڑیں تو وہ ایک لذت اور خوشی کے ساتھ انہیں برداشت کرے اور اگر جان بھی دینی پڑے تو تردّد نہ ہو۔

پس یہی وہ امر ہے جو مَیں اپنی جماعت میں پیدا کرنا چاہتا ہوں کہ ان میں صحابہؓ کا نمونہ قائم ہو۔ مجھے افسوس ہوتا ہے جب کثرت سے ایسے خطوط آتے ہیں کہ جن میں دُنیا اور اس کی خواہشوں کا ذکر ہوتا ہے اور لکھا جاتا ہے کہ میرے لئے فلاں امر کے واسطے دعا کرو۔ میری فلاں آرزو پوری ہو جائے۔ بہت ہی تھوڑے لوگ ہوتے ہیں جو محض خدا کی رضا ہی کو مقدم کرتے ہیں اور اسی کی خواہش اور آرزو کرتے ہیں۔ بعض ایسے ہوتے ہیں کہ مکر سے لکھتے ہیں یعنی پہلے تو ذکر کرتے ہیں کہ آپ دعا کریں کہ ہمارے دل میں ذوق وشوق عبادت کا پیدا ہو جاوے اور یہ ہو اور وہ ہو۔ پھر آخر میں اپنی دنیوی خواہشوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ مَیں ایسی بدبودار تحریروں کو شناخت کر لیتا ہوں کہ ان کی اصل غرض کیا ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ عالم الغیب ہے اور وہ نیّات کو خوب دیکھتا ہے۔ اس طرح پر تو گویا خدا کو دھوکہ دینا ہے۔ اس طریق کو بالکل چھوڑ دینا چاہئے۔ تمہیں چاہئے کہ خالصۃً اللہ کے لئے ہو جاؤ۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کو مقدم کرو گے تو یقیناً سمجھو دنیا میں بھی ذلیل اور خوار نہیں رہو گے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کے لئے غیرت ہوتی ہے۔ وہ خود ان کا تکفل فرماتا ہے اور ہر قسم کی مشکلات سے انہیں نجات اور مخلصی عطا فرماتا ہے۔ مَیں یقیناً جانتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اگر تم میں وہ تخم بویا گیا جو صحابہؓ میں بویا گیا تھا تو اللہ تعالیٰ ہر طرح اپنے فضل کرے گا۔ ایسے شخص پر کوئی حملہ نہیں کر سکتا۔ اس امر کو خوب یاد رکھو۔ اگر خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا اور مضبوط تعلق ہو جاوے تو پھر کسی کی دشمنی کی کیا پروا ہو سکتی ہے۔ مَیں نے پہلے بھی کہا تھا کہ میرے نزدیک عیسیٰ یا موسیٰ کا دعویٰ کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ اصل غرض تو یہ ہے کہ مَیں مقامِ رضا حاصل کرنا چاہتا ہوں اور یہی سب کو کرنا چاہئے۔ یہ اس کا فضل اور محض فضل ہے کہ وہ اپنے انعامات سے حصہ دے اور اس کے حضور کوئی کمی اور اس کی ذات میں کوئی بخل نہیں۔ یہ کبھی خیال نہیں کرنا چاہئے۔ میرے نزدیک جو شخص ایسا گمان کرتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اگر انبیاء و رسل کے انعامات کو حاصل نہیں کر سکتا تو پھر دنیا میں ان کے آنے سے کیا فائدہ اور کیا حاصل؟ خدا تعالیٰ کی راہ میں مجاہدہ کرنے والوں اور راستبازوں کی ساری امیدوں کا خون ہو جاوے۔ اور وہ تو گویا زندہ ہی مر جاویں۔ مگر نہیں، ایسا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر شخص پر وہی انعام کر سکتا ہے جو اس نے اپنے برگزیدہ بندوں پر کئے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ اس قسم کا دل اور اخلاص لے کر اس کے حضور آوٴ۔

مَیں نے از خود کوئی دعویٰ نہیں کیا۔ مَیں اپنی خلوت کو پسند کرتا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے مصالح نے ایسا ہی چاہا اور اس نے مجھے خود باہر نکالا۔ چونکہ سنت اللہ یہی ہے کہ جب کسی شخص کو اس کی مناسب عزت سے بڑھ کر عظمت دی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس عظمت کا دشمن ہو جاتا ہے کیونکہ یہ اس کی توحید کے خلاف ہے۔ اسی طرح پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے وہ عظمت تجویز کر دی گئی تھی جس کے وہ مستحق نہ تھے۔ یہاں تک کہ انہیں خدا بنا دیا گیا اور خانۂ خدا خالی ہو گیا۔ عیسائیوں سے پوچھ کر دیکھ لو وہ یہی کہتے ہیں کہ عیسیٰ مسیح ہی خود خدا ہے۔ اب جس انسان کو اس قدر عظمت دی گئی اور اسے خدا بنایا گیا (نعوذ باللہ) اور اس طرح پر خدا کا پہلو گم کر دیا گیا تو کیا خدا تعالیٰ کی غیرت مخلوق کو انسان پرستی سے نجات دینے کے لئے جوش میں نہ آتی؟ پس اس تقاضا کے موافق اس نے مجھے مسیح کر کے بھیجا تا کہ دنیا پر ظاہر ہو جاوے کہ مسیح بجز ایک عاجز انسان کے اور کچھ نہ تھا۔ خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ اس کفر کی اصلاح کرے اور اس کے لئے یہی راہ اختیار کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کے ایک فرد کو اسی نام سے بھیج دیا تا ایک طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اظہار ہو اور دوسری طرف مسیح کی حقیقت معلوم ہو۔ یہ ایسی موٹی بات ہے کہ معمولی عقل کا انسان بھی اس کو سمجھ سکتا ہے۔ دیکھو اگر ایک بڑے آدمی کو معمولی اردلی سے مشابہت دی جاوے تو وہ چڑتا ہے یا نہیں؟ پھر کیا خدا تعالیٰ میں اتنی بھی غیرت نہیں کہ ایک عاجز انسان کو اس کی اُلوہیت کے عرش پر بٹھایا جاوے اور مخلوق تباہ ہو اور وہ انسداد نہ کرے؟ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مسیح نے ہرگز ایسا دعویٰ نہیں کیا کہ مَیں خدا ہوں۔ اگر وہ ایسا دعویٰ کرے تو مَیں جہنم میں ڈال دوں۔ ایک مقام پر فرمایا ہے کہ مسیح سے اس کا جواب طلب ہو گا کہ کیا تُو نے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا بنا لو تو حضرت مسیح اس مقام پر اس سے اپنی بریّت ظاہر کریں گے اور آخر یہ کہیں گے فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْھِمْ (المائدہ :118) یعنی جب تک مَیں ان میں زندہ رہا تھا مَیں نے ہرگز نہیں کہا۔ ہاں جب تُو نے مجھے وفات دے دی تو پھر تُو آپ ان کا نگران تھا۔ اس سے پہلے مَا دُمْتُ فِیْھِمْ کا لفظ صاف طور پر ظاہر کرتا ہے کہ جب تک حضرت مسیح زندہ رہے ان کی قوم میں یہ بگاڑ پیدا نہیں ہوا۔ ساری ضلالت بعد وفات ہوئی ہے۔ اگر حضرت مسیح ابھی تک زندہ ہیں تو پھر یہ ماننا پڑے گا کہ عیسائی نہیں بگڑے بلکہ حق پر ہیں۔

پس غور کر کے بتاؤ اسلام کی حقانیت پر یہ کس قدر خطرناک حملہ ہو گا۔ کیونکہ جب ایک سچا مذہب موجود ہے اور اس میں کوئی خرابی ہی پیدا نہیں ہوئی تو پھر جو کچھ وہ کہتے ہیں مان لینا چاہئے۔ مگر نہیں خدا تعالیٰ کا کلام حق ہے کہ یہی سچ ہے کہ وہ مر گئے اور عیسائی مذہب بھی ان کے ساتھ ہی مر گیا۔ اور اس میں کوئی روح حق اور حقیقت کی نہیں رہی۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ دوبارہ اس دنیا میں نہیں آئیں گے کیونکہ وہ عیسائیوں کے بگڑنے کا اقرار اپنی موت کے بعد کرتے ہیں اگر انہوں نے آنا تھا تو وہ یہ جواب نہ دیتے ورنہ یہ جواب اللہ تعالیٰ کے حضور جھوٹ سمجھا جاوے گا اور ربّ العرش العظیم کے حضور حلف دروغی ہوگی کیونکہ اس صورت میں تو انہیں کہنا چاہئے تھا کہ مَیں مر گیا اور جا کر ان صلیبوں کو توڑا اور ان میں پھر توحید قائم کی وغیرہ وغیرہ“۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 423 تا 426۔ جدید ایڈیشن)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

جماعت احمدیہ کا مبارک آغاز اور شاندار مستقبل

عطاء المجیب راشد۔لندن

’’مجھے اس خدائے کریم وعزیز کی قسم ہے جو جھوٹ کا دشمن اور مفتری کا نیست و نابود کرنے والا ہے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اور اس کے بھیجنے سے عین وقت پر آیا ہوں اور اس کے حکم سے کھڑا ہوا ہوں اور وہ میرے ہر قدم میں میرے ساتھ ہے اور مجھے ضائع نہیں کرے گا اور نہ میری جماعت کو تباہی میں ڈالے گا جب تک وہ اپنا تمام کام پورا نہ کر لے جس کا اس نے ارادہ فرمایا ہے۔‘‘

(اربعین حصه دوم ۔ روحانی خزائن جلد17 صفحه 348)

ایمان، یقین، تحدّی اور جلال سے بھرے ہوئے یہ مبارک الفاظ اس مقدس ہستی کے ہیں جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس زمانہ میں بنی نوع انسان کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے مبعوث فرمایا۔ یہ مقدس وجود ہمارے پیارے آقا، سرور کائنات، خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے روحانی فرزندِ جلیل حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام بانیٔ جماعت احمدیہ کا ہے۔ انیسویں صدی کے آغاز میں ہندوستان بلکہ ساری دنیا میں مذہب اسلام کی حالت بہت ہی کسمپرسی کی تھی۔ مسلمان تو تھے مگر صرف نام کے۔ ان کی ایمانی اور عملی کمزوریوں کو دیکھ کر عیسائیت اور دیگر مذاہب ہر طرف سے اسلام پر حملہ آور ہو رہے تھے۔ مسلمانوں میں جواب کی ہمت نہ تھی۔ درمندانِ اسلام کے دل مضطرب تھے اور خدا تعالیٰ کے آستانے پر سجدہ ریز۔ بالآخر رحمت الٰہی جوش میں آئی اور خدا تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق اسلام کی حفاظت اور احیاءِ نو کی بنیاد ڈالی۔

اس زمانہ کے سب سے بڑے فانی فی اللہ اور عاشقِ رسول، مرزا غلامِ احمد نے خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک محي کی تلاش میں ہیں اور ایک شخص نے آپ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا هٰذَا رَجُلٌ يُحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰه کہ یہی وہ عظیم اور مبارک انسان ہے جو رسول اللہ ﷺ سے سچی محبت رکھتا ہے۔ یہ خدائی اشارہ تھا کہ محبّ رسول ہونے کی شرط اس مقدس وجود میں پوری طرح متحقق ہے اور یہی امتیازی وصف ہر خیر و برکت کی کلید ہے۔ پھر آپؑ کو ایک کشف میں یہ نظارہ بھی دکھایا گیا کہ ایک باغ لگایا جا رہا ہے اور آپؑ کو اس کا مالی مقرر کیا گیا ہے۔

1882ء کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو اس الہام سے نوازا: قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ (ترجمہ): ان کو کہہ دے کہ میں مامور من اللہ اور اوّل المومنین ہوں۔

(کتاب البریه۔روحانی خزائن حاشیه صفحه ۲۰۲)

یہ آپؑ کی ماموریت اور مجددیت کا پہلا الہام تھا۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے آپؑ پر واضح فرمایا کہ جس امام مہدی اور مسیح موعود کے آنے کا وعدہ دیا گیا تھا وہ وعدہ آپؑ کے وجود میں پورا ہوا اور آپ ہی کو رسول پاک ﷺ کی نیابت میں امام مہدی اور مثیل مسیح کا منصب عطا فرمایا گیا۔

یہ وہی زمانہ ہے جب آپ نے اسلام کی تائید ونصرت میں اپنے عظیم الشان قلمی جہاد کا آغاز فرمایا۔ کتاب براہین احمدیہ کی اشاعت نے عالَم اسلام میں ایک نئی زندگی پیدا کر دی اور مسلمانوں کے پژمردہ چہروں پر رونقیں نظر آنے لگیں۔ آپؑ کی ان تالیفات کو تیرہ سو سال میں اسلام کی بہترین خدمت قرار دیا گیا۔ آپ اسلام دشمن طاقتوں کے خلاف اس شان سے نبرد آزما ہوئے کہ روحانی بصیرت رکھنے والوں نے اس گوہر آبدار کو خوب پہچان لیا۔ لدھیانہ کے مشہور بزرگ حضرت صوفی حاجی احمد جان صاحب نے لکھا کہ آپؑ مجددِ وقت، طالبان سلوک کے لئے آفتاب اور گمراہوں کے لئے خضرِ راہ اور منکرین اسلام کے لئے سیفِ قاطع اور حاسدوں کے واسطے حجّتِ بالغہ ہیں۔

لوگوں کے ہاتھ بیعت کی غرض سے آپؑ کی طرف اٹھنے لگے لیکن آپؑ نے ایسی ہر درخواست کے جواب میں یہی فرمایا: ’’اب تک خداوند کریم کی طرف سے کچھ علم نہیں اس لئے تکلف کی راہ میں قدم رکھنا جائز نہیں‘‘۔ وقت گزرتا گیا اور بالآخر وہ مبارک گھڑی آ گئی جب آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بات کی اجازت عطا ہوئی کہ آپؑ لوگوں سے بیعت لیں۔ یکم دسمبر 1888ء کو آپؑ نے ایک اشتہار ’’تبلیغ‘‘ کے نام سے شائع فرمایا جس میں پہلی بار الہام الٰہی کے حوالے سے اعلان فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے بیعت لینے کا ارشاد فرمایا ہے۔ آپؑ نے تحریر فرمایا:

’’یہ ربّانی حکم ہے جو آج میں نے پہنچا دیا ہے۔‘‘

(مجموعه اشتهارات جلد اول صفحه ۱۸۸)

اس ابتدائی اعلان کے قریباً چالیس روز بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 12 جنوری 1889ء کو ’’تکمیل تبلیغ‘‘ کے نام سے ایک اور اشتہار شائع فرمایا جس میں دس شرائط بیعت کا ذکر فرمایا۔ اشتہار کے آخر میں یہ بھی تحریر فرمایا کہ دعوتِ بیعت کا یہ عام اشتہار ہے اور ’’متحملین شرائط متذکرہ بالا کو عام اجازت ہے کہ بعد ادائے استخارۂ مسنونہ اس عاجز کے پاس بیعت کرنے کے لئے آویں۔‘‘

(مجموعه اشتهارات جلد اول صفحه ۱۹۲)

ان اشتہارات کی اشاعت کے بعد سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود ومہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قادیان سے لدھیانہ کا سفر اختیار فرمایا اور حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ کے مکان واقعہ محلّہ جدید میں قیام پذیر ہوئے۔ لدھیانہ آنے کے چند روز بعد 4 مارچ 1889ء کو آپؑ نے ایک اور اشتہار بھی شائع فرمایا جس میں آپؑ نے بیعت کی حقیقت، بیعت کے اغراض و مقاصد اور بیعت کے ذریعہ حاصل ہونے والی روحانی برکات کا تفصیل سے ذکر فرمایا۔ نیز فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس سلسلۂ بیعت کو کیفیت وکمیّت ہر لحاظ سے بڑی عظمت اور شوکت عطا فرمائے گا۔ آپؑ نے تحریر فرمایا:

’’یہ گروہ اس کا ایک خالص گروہ ہوگا اور وہ انہیں آپ اپنی روح سے قوّت دے گا اور انہیں گندی زیست سے صاف کرے گا اور ان کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشے گا۔ وہ...... اس گروہ کو بہت بڑھائے گا اور ہزارہا صادقین کو اس میں داخل کرے گا۔ وہ خود اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کو نشو ونما دے گا یہاں تک کہ ان کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائے گی‘‘۔

(مجموعه اشتهارات جلد اول صفحه ۱۹۸)

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی طرف سے ان اشتہارات کی اشاعت نے مخلصین اور مومنین کے دلوں میں زندگی کی روح پھونک دی۔ یہ فدائی روحیں تو عرصہ سے اس ساعتِ سعد کی منتظر تھیں۔ امام الزمان علیہ السلام کی آواز سنتے ہی سعادت مند مخلصین لدھیانہ پہنچنے لگ گئے۔ بیعت لینے کے لئے آپؑ نے حضرت منشی صوفی احمد جان صاحبؓ کے مکان کو پسند فرمایا۔ یہ وہی عارف باللہ اور پاک باطن صوفی بزرگ ہیں جو آپؑ کے قدیم عشاق میں سے تھے اور اس بات کے شدید خواہش مند تھے کہ آپؑ کے دست مبارک پر بیعت کی سعادت پائیں۔ آپ ہی نے ایک موقعہ پر حضرت مسیح پاک علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا تھا:

سب مریضوں کہ ہے تمہیں پہ نگاہ
تم مسیحا بنو خدا کے لئے

اس وقت تو حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے آپ کو یہی جواب دیا کہ میں ابھی بیعت لینے کے لئے مامور نہیں کیا گیا۔ مگر آہ! کہ جب یہ وقت آیا تو حضرت صوفی صاحب اس دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔ لیکن مسیح پاک علیہ السلام کی قدر شناسی اور ذرہ نوازی دیکھئے کہ آپؑ نے بیعت اولیٰ کے لئے جس جگہ کا انتخاب فرمایا وہ اسی عاشقِ صادق کا مکان تھا جو بعد ازاں تاریخ احمدیت میں دارالبیعت کے نام سے موسوم ہوا۔ اور مزید یہ کہ 313 بیعت کرنے والوں کی فہرست جب اپنی کتاب انجام آتھم میں شائع فرمائی تو 99 ویں نمبر پر اس عاشقِ صادق کا نام بھی شامل فرمایا کہ یہ پاک انسان تو برسوں قبل ہی آپؑ کے مبایعین کے زمرہ میں داخل ہو چکا تھا!

بالآخر 23 مارچ 1889ء کا دن آ گیا جو اسلام کی تاریخ میں ایک سنہری تاریخ ساز دن ہے۔ یہی وہ مبارک دن ہے جس روز دورِ آخرین میں احیاءِ اسلام کی آسمانی تحریک کا دنیا میں باقاعدہ آغاز ہوا اور حقیقی اسلام کی علمبردار اور فدائی جماعت احمدیہ کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اس روز جماعت کی تاریخ میں پہلی بار، اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل میں اور سنت نبوی کی پیروی کرتے ہوئے، امام الزمان سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا دست مبارک مبائعین کے ہاتھوں کے اوپر رکھتے ہوئے ان سے بیعت لی۔ یہ بیعت اولیٰ کہلاتی ہے۔ اس روز سے بیعت کا یہ طریق جماعت احمدیہ میں جاری و ساری ہے۔ ابتدا میں بیعت کی تقریب میں چند افراد شامل ہوا کرتے تھے اور تقریب بھی مقامی نوعیت کی ہوتی تھی۔ اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے MTA کی برکت سے یہ ایک عالمگیر تقریب بن چکی ہے جس میں ہر سال لاکھوں افراد خلیفۂ وقت کے دستِ مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوتے ہیں۔

23 مارچ 1889ء بمطابق 20 رجب 1310 ہجری جمعرات کا دن تھا۔ حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام مکان کے اس حجرہ میں تشریف لائے جو مکان کے شمال مشرقی کونے میں ہے۔ اس وقت اس کی حالت ایک خستہ حال کچی کوٹھڑی کی تھی۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کمرہ کے جنوب مشرقی کونے میں نیچے بیٹھ گئے اور انتہائی سادگی کے ساتھ بیعت کی تقریب کا آغاز ہوا۔ کمرے کے دروازہ پر حضرت شیخ حامد علیؓ کو مقرر فرمایا اور ہدایت دی کہ جسے میں کہتا جاؤں اسے کمرہ میں بلاتے جاؤ۔ سب سے پہلے جس خوش نصیب کو آپؑ نے بیعت کے لئے طلب فرمایا وہ آپؑ کے فدائی اور سرتاپا عاشق، حضرت مولانا نورالدینؓ تھے۔ حضرت اقدسؑ نے حضرت مولوی صاحبؓ کا ہاتھ کلائی پر سے زور کے ساتھ پکڑا اور بڑی لمبی بیعت لی۔ بیعت کے الفاظ یہ تھے۔

’’آج میں احمدؑ کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہوں اور خراب عادتوں سے توبہ کرتا ہوں جن میں مَیں مبتلا تھا اور سچے دل اور پکے ارادہ سے عہد کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور میری سمجھ ہے اپنی عمر کے آخری دن تک تمام گناہوں سے بچتا رہوں گا اور دین کو دنیا کے آراموں اور نفس کے لذّات پر مقدم رکھوں گا اور 12 جنوری کی دس شرطوں پر حتی الوسع کاربند رہوں گا۔ اور اب بھی اپنے گذشتہ گناہوں کی خدا تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں۔ استغفر الله ربی استغفر الله ربی استغفرا لله ربی من کل ذنبٍ واتوب الیه۔ اشهد ان لا اله الاالله وحده‘ لا شریک له واشهد ان محمدًا عبده‘ ورسوله۔ رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فا غفرلی ذنبی فا نه‘ لا یغفر الذنوب الا انت۔‘‘

پانچ احباب کو نام بنام بلانے اور ان سے بیعت لینے کے بعد حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے شیخ حامد علی صاحبؓ سے فرمایا کہ اب آپ خود ہی ایک ایک آدمی کو اندر داخل کرتے جائیں۔ اس طرح سب سے فرداً فرداً بیعت کا سلسلہ جاری رہا۔ اس روز چالیس خوش نصیبوں نے آپؑ کے دست مبارک پر بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے ارشاد پر اس موقع پر ایک خصوصی رجسٹر تیار کیا گیا جس پر یہ عنوان لکھا گیا۔

’’بیعت توبہ برائے حصول تقویٰ وطہارت‘‘۔

اس میں سب مبائعین کے نام، ولدیت اور سکونت وغیرہ کا اندراج کیا گیا۔ بعض ابتدائی نام حضرت اقدس نے خود اپنے دست مبارک سے تحریر فرمائے اور باقی نام مختلف اوقات میں دیگر احباب نے درج کئے۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحب آف کپورتھلہ نے پہلے روز بیعت کی توفیق پائی۔ وہ اس بیعت کی کیفیت یوں بیان کرتے ہیں کہ حضور تنہائی میں بیعت لیتے تھے اور کواڑ بھی قدرے بند ہوتے تھے۔ بیعت کرتے وقت جسم پر ایک لرزہ اور رقت طاری ہو جاتی تھی اور بیعت کے بعد دعا بہت لمبی فرماتے تھے۔

مَردوں سے بیعت لینے کے بعد حضرت اقدس گھر میں واپس تشریف لائے اور بعض عورتوں نے بھی بیعت کی۔ حضرت ام المومنین سیدہ نصرت جہاں بیگمؓ صاحبہ تو ہمیشہ سے آپ کے سب دعاوی پر کامل ایمان رکھتی تھیں۔ اس روز سب سے پہلے بیعت کرنے کی

باقی صفحه 9پر ملاحظه فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر85

80 کی دہائی میں بیعت کرنے والے بعض مخلص عرب
(10)
مہادبوس صاحبہ

پچھلی قسط تک ہم نے مکرمہ مہادبوس صاحبہ کی بیعت اور مخالفت کے واقعات کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ ایمان افروز ملاقات اور دیگر امور کا تذکرہ کیا تھا۔اب ان کے بارہ میں اس آخری قسط میں باقی اہم واقعات کا ذکر ملاحظہ ہو۔

وقف نو

حضور انور رحمہ اللہ نے جب وقف نو کی تحریک کا اعلان فرمایا تو میرے دل میں ایک عجیب امنگ نے جنم لیا کہ اللہ تعالیٰ مجھے بیٹی عطا فرمائے تو مَیں اس کے فضل سے اس کی صحیح اسلامی تربیت کروں خصوصاً پردہ کی پابند بنا کر پیش کروں تا اسلامی پردہ کا صحیح تصور قائم کرنے میں میرا بھی کچھ حصہ ہو۔اس عجیب تمنا اور معصوم خواہش کے پیچھے میرا اپنی گزشتہ زندگی پر احساس ندامت تھا جو مَیں نے بے پردہ ہی گزار دی۔

بہرحال مَیں نے حضور انور رحمہ اللہ کی خدمت میں اس خواہش کا اظہار کردیا کہ جو بھی میری اولاد ہو حضور انور اسے دین کی خدمت کے لئے قبول فرمالیں۔اور حضور انور رحمہ اللہ نے ازراہ شفقت میری درخواست منظور فرمالی۔چنانچہ اس خواہش کی تکمیل اس وقت ہوئی جب اللہ تعالیٰ نے مجھے دوسری شادی کے بعد نورالہدی (بیٹی) اور علاء الإیمان یحییٰ (بیٹا) عطا فرمائے۔

پہلی خدمت کی سعادت

کچھ عرصہ بعد مَیں نے مسجد فضل کے قریب رہائش اختیار کرلی جہاں سے مجھے خلیفۂ وقت کی اقتداء میں پنجوقتہ نماز اور دینی اجلاسات وغیرہ میں شمولیت کی توفیق ملتی رہی۔ ان دنوں کی روحانی سعادت میرے لئے ناقابل بیان ہے۔مجھے یاد ہے شروع شروع میں مجھے مسجد میں کسی ایسے کام کی تلاش تھی جو مَیں مستقل طور پر اپنے ذمہ ہی لے لوں۔ اس وقت عورتیں محمود ہال میں نماز جمعہ ادا کرتی تھیں۔ چنانچہ ہر جمعہ کی صبح اس جگہ کی صفائی ستھرائی اور صفوں کے بچھانے وغیرہ کا کام مَیں نے سنبھال لیا۔مَیں آج تک یہ کام یاد کرتی ہوں تو ایک انوکھی روحانی لذت محسوس کرتی ہوں۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مزید مختلف خدمات کی توفیق عطا فرمائی۔

خوابوں کی بستی قادیان

مَیں نے ربوہ اور قادیان کے بارہ میں بہت کچھ سنا تھا اور میرے دل میں قادیان کی بستی دیکھنے کی بڑی تمنا تھی تا ان مقامات کی زیارت کرسکوں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیدا ہوئے، جہاں پر منارۃ المسیح واقع ہے اور جہاں سے حضور علیہ السلام نے تبلیغ اور دعوت کا آغاز فرمایا۔اب تو ان تمام گلی کوچوں ان مقامات اور انکے بام ودر کی تصاویر اور ویڈیوز میسر ہیں اور بارہا ایم ٹی اے کے ذریعہ افراد جماعت ان کو دیکھ چکے ہیں۔لیکن اُس وقت ایسی کوئی سہولت میسر نہ تھی۔اس وقت ان مقامات کے بارہ میں ایک نیا احمدی سوچ تو سکتا تھا لیکن دیکھنے سے محروم تھا۔

دسمبر 1990ء میں مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں ایک سفید رنگ کی کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھی ہوں اور ڈرائیور سے کہتی ہوں کہ مجھے سفید منارے کے پاس لے چلو جہاں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے مطابق عیسیٰ بن مریم کا نزول ہونا ہے۔وہ گاڑی چلاتا ہے تو مَیں اس سے پوچھتی ہوں کہ یہ سفید منارہ ربوہ میں ہے یا قادیان میں؟ وہ کہتا ہے: قادیان میں۔جب ہم قادیان میں داخل ہونے لگتے ہیں تو مجھے کار کے اندر سے ہی وہ سفید منارہ نظر آجاتا ہے۔پھر کار جب کھڑی ہو جاتی ہے تو میں اتر کر ایک گھر کے اندر داخل ہوتی ہوں جس کے درمیان کھلا صحن ہے اور اردگرد کمرے ہیں۔اس جگہ موجود لوگ میرا بہت اچھے طریق پر استقبال کرتے ہیں اور مجھے ایک خوبصورت کپڑا تحفہ میں دیتے ہیں۔

سفرِ قادیان اور معجزانہ حفاظت الٰہی

اس رؤیا کے بعد تو میرے دل میں قادیان دیکھنے کی تمنا مزید شدت کے ساتھ تلملانے لگی۔اس رؤیا کے پورے ایک سال بعد 1991ء میں قادیان میں 100ویں جلسہ سالانہ کا انعقاد ہونا تھا جس میں شامل ہونے کیلئے حضرت خلیفہ رابع رحمہ اللہ نے بھی سفر اختیار کرنے کا ارادہ فرمایا، اور میں بھی ان خوش قسمت احمدیوں میں شامل تھی جنہوں نے اس جلسہ میں شرکت کے لئے قادیان کا تاریخی سفر کیا۔جب ہم نیو دہلی کے ائرپورٹ پر اترے تو اس وقت جلسہ شروع ہونے میں 24 گھنٹے سے بھی کم وقت رہ گیا تھا۔ہم نے ڈومیسٹک فلائٹ کے ذریعہ امرتسر تک کا سفر کرنا تھا لیکن ڈومیسٹک ائرپورٹس کے عملہ کی ہڑتال کی وجہ سے پروازیں منسوخ ہوچکی تھیں۔ریل کا پتہ کیا تو اس دن کی گاڑی بھی نکل چکی تھی۔مجبورًا ہم نے تین کاریں کرایہ پر لیں۔ اس سفر میں ہمارے ساتھ مکرم نعیم شاہ صاحب، مبارک چوہدری صاحب اور راویل بخاری صاحب بھی شامل تھے۔ہم نے سفر شروع کردیا لیکن غروب آفتاب کے بعد جب اندھیرا چھا گیا تو کاروں کے ڈرائیور حضرات نے کہا کہ حالیہ ہندو سکھ فسادات کے پیش نظر امن عامہ کی صورتحال خراب ہے اور رات کے وقت سفر کرنا نہایت خطرناک ہے۔لیکن چونکہ ہم نے ہرحال میں اگلی صبح تک قادیان پہنچنا تھا اس لئے انہیں سفر جاری رکھنے کو کہا۔ بادلِ نخواستہ ڈرائیور حضرات نے ہماری بات مان لی۔ تمام راستہ سنسان تھا۔ ہماری تین گاڑیوں کے علاوہ ایک اور گاڑی بھی ہمارے قافلے میں شامل ہوگئی جس میں کچھ غیرملکی سوار تھے اور نہ جانے کس جگہ جارہے تھے۔آدھی رات کے بعد ہم ایک ہوٹل پر رکے تو یہ غیرملکیوں کی کار بھی ہمارے ساتھ ہی رک گئی لیکن انہوں نے ہم سے پہلے کھانا وغیرہ ختم کرکے دوبارہ سفر شروع کردیا۔تھوڑی دیر کے بعد ہماری گاڑیاں بھی دوبارہ سنسان شاہراہوں پر رواں دواں تھیں۔ابھی سفر شروع کئے تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ ہمیں سڑک کے بیچوں بیچ غیرملکیوں کی گاڑی کھڑی نظر آئی۔ جب قریب پہنچے تو دیکھا کہ گاڑی کے دروازے کھلے ہوئے تھے اور اس میں سوار تمام غیرملکیوں کی لاشیں زمین پر بکھری پڑی تھیں۔شاید ڈاکوؤں نے انہیں لوٹ کر قتل کردیا تھا۔اگر ہم ان غیرملکیوں سے پہلے چل پڑتے تو ہمارا بھی یہی حشر ہوتا لیکن شاید اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس لئے اس وحشتناک موت سے محفوظ رکھا کیونکہ ہم جلسہ سالانہ میں شمولیت کیلئے جارہے تھے۔اس حادثہ کے بعد ڈرائیوروں نے آگے سفر کرنے سے انکار کردیا۔اگرچہ مجھے یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ ضرور ہماری حفاظت فرمائے گا لیکن مجبورًا ڈرائیوروں کی بات ماننی پڑی۔رات کا باقی حصہ ہم نے ایک گردوارے میں گزارا اور فجر کے وقت دوبارہ سفر شروع کردیا۔مَیں اس تاخیر کی وجہ سے راستہ بھر دعائیں کرتی رہی کہ ہم کہیں جلسہ کے افتتاح سے لیٹ نہ ہو جائیں۔ بالآخر صبح تقریباً ساڑھے آٹھ بجے ہم قادیان کے قریب پہنچ گئے۔

خواب کی تعبیر

ابھی ہم قادیان میں داخل نہ ہوئے تھے کہ مجھے اچانک منارۃ المسیح نظر آیا۔ مجھے ایسے لگا جیسے مَیں نے یہ منظر پہلے بھی دیکھا ہے۔یہ سوچتے ہی مجھے ایک سال پہلے کا رؤیا یاد آگیا۔ یہ بالکل وہی منظر تھا جو مَیں نے رؤیا میں دیکھا تھا اور رؤیا کے عین مطابق ہماری کار کا رنگ بھی سفید تھا اور مَیں اس کی پچھلی سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی۔اس وقت مجھے خیال گزرا کہ اگر ہم حادثہ کی وجہ سے راستہ میں نہ رکتے تو شاید بوقت فجر یہاں پہنچتے اور تاریکی کی وجہ سے قادیان کے باہر سے یہ منظر دیکھنا نصیب نہ ہوتا جو رؤیا میں دیکھا تھا۔

الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ ہم افتتاح سے قبل پہنچ گئے اور جلسہ بخیر وخوبی کامیابیوں کے ساتھ اختتام پذیر ہوا جس کے اختتام پر ایک لڑکی مجھے ملی۔اس نے کہا کہ اس کی ڈیوٹی یہ ہے کہ وہ قادیان میں قیام کے دوران میرے ساتھ رہے گی تاکہ زبان وغیرہ کی وجہ سے مجھے کسی مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑے۔یہ لڑکی محترم میر محمود احمد ناصر صاحب کی بیٹی اور سابق صدر خدام الاحمدیہ UK مرزا فخر احمد صاحب کی اہلیہ عائشہ فخر ہیں۔انہوں نے کہا کہ کل وہ مجھے بعض مقامات دکھانے کے لئے لے جائیں گی۔اگلی صبح جب ہم مختلف مقامات کی زیارت کے بعد بیت الدعاء کی طرف سے سیڑھی کے ذریعہ نچلی منزل کی طرف اترے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ مَیں بعینہٖ اسی صحن میں کھڑی تھی جو رؤیا میں دیکھا تھا۔اس صحن کے اردگرد کمرے تھے اور میرے سامنے وہ کمرہ تھا جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ولادت ہوئی تھی۔ رؤیا کو اس طرح بعینہٖ پورا ہوتے دیکھ کر میرے آنسو نکل آئے۔اس وقت وہاں عائشہ کی والدہ صاحبہ بھی موجود تھیں جنہوں نے میرے آنسوؤں کا سبب معلوم ہونے پر مجھے گلے سے لگا لیا اور اپنا تعارف کروایا۔اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ وہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی بیٹی اور خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی بہن ہیں اور عائشہ حضرت مصلح موعودؓ کی نواسی ہیں۔لیکن ساتھ تعجب بھی ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اتنا قریبی رشتہ ہونے کے باوجود یہ نہایت سادہ اور منکسر المزاج ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کی صحت وعمر میں برکت عطا فرمائے۔آمین۔

اسی طرح قادیان میں گزارے ہوئے باقی دن بھی روحانیت سے معمور اور یادگار تھے۔

والدصاحب کی وفات اور ایک بڑا ابتلاء

1997ء میں میرے والد صاحب کی وفات ہوگئی۔ مجھے ان کی جدائی کا تو غم تھا ہی لیکن اس سے زیادہ اس بات کا دکھ تھا کہ وہ خلیفۂ وقت کی بیعت کے بغیر ہی اس جہان سے رخصت ہوگئے۔بہرحال مَیں نے اس موقعہ پر دوبارہ اپنے اعزاء واقارب کو احمدیت کی طرف بلانے کی کوشش کی لیکن ان کے رویّہ میں ذرہ برابر بھی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ مَیں نے ان دنوں نہ صرف ان کے لئے بلکہ پورے مصر کے لئے دعائیں کیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے۔ ان دنوں ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ جس کی وجہ سے قریب تھا کہ مَیں ضلالت کے گڑھے میں جا گرتی اور ساری روحانی متاع گنوا بیٹھتی لیکن خدا تعالیٰ نے یہاں بھی محض اپنے غیبی ہاتھ سے مجھے اس گڑھے سے نکال لیا۔مَیں نے عرض کیا ہے کہ میرا دل چاہتا تھا کہ اہل مصر بلکہ پوری عرب دنیا تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچے۔میرے اس تبلیغی جوش کو وقتی طور پر جھوٹی تسکین ملی تو انجانے میں میرا قدم لاہوری جماعت کی طرف اٹھ گیا۔

اس واقعہ کو بیان کرنے سے قبل اس وقت کے حالات کا کسی قدر نقشہ ذہن نشین ہونا ضروری ہے۔اس وقت نہ جماعت کا کوئی عربی ٹی وی چینل تھا، نہ ویب سائٹ، نہ کسی عربی رسالے یا لٹریچر کا عربوں تک پہنچنے کا کوئی الیکٹرونک راستہ تھا اور اس پر مستزاد یہ کہ عرب ممالک میں تبلیغ احمدیت کے لئے نہ کوئی مبلغ تھا نہ ہی وہاں موجود افراد جماعت آج کل کی طرح تبلیغی مہمات میں تندہی کے ساتھ شریک تھے۔ان حالات میں باپ کی وفات کا دکھ اور اپنے خاندان میں ہی اکیلی آواز کے دسیوں انکاری اور اس کے ساتھ اپنے بڑھتے ہوئے تبلیغی جوش کی حالت میں جب اچانک انٹرنیٹ کھولا تو لاہوری جماعت کی ویب سائٹ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر نظر آئی۔چونکہ مجھے لاہوری جماعت کے بارہ میں کچھ علم نہ تھا اس لئے ابتداء میں تو انہیں احمدی ہی سمجھا اور ان سے خط وکتابت شروع ہوگئی جو مصر میں ان کی نمائندہ عورت سے ملاقات کا سبب بنی۔اس عورت نے غلط سلط معلومات دے کر یہ تاثر دیا کہ احمدیت اور لاہوری جماعت میں کوئی فرق نہیں ہے بلکہ لاہوری جماعت ہی اصل ہے اور مسیح موعود علیہ السلام نے دوسرے مسلمانوں سے دینی اختلاط، یا ان کے پیچھے نماز پڑھنے، ان میں رشتے کرنے وغیرہ سے نہیں روکا بلکہ یہ احمدیوں کی اپنی اختراع ہے اور محض اس وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پھیلانا مشکل ہورہا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

بہرحال مذکورہ بالا حالات اور اس لاہوری عورت کی خلاف حقیقت باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ مہا صاحبہ نے اس کی باتوں کو سچ سمجھ لیا۔اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں تحریر کردیا کہ مجھے آپ سے ازحد محبت اور عقیدت ہے لیکن آپ نے ہی ہمیں سکھایا ہے کہ ہمیشہ سچ کا ساتھ دو اور میرے خیال میں لاہوری جماعت سچ پر ہے اس لئے مَیں آپ کو بھی اس سچ کو قبول کرنے کی دعوت دیتی ہوں۔نیز انہوں نے اعتراضات کی ایک لسٹ بھی ارسال کردی۔

اس خط کے ملتے ہی حضور انور رحمہ اللہ نے ایک طرف مکرم عبدالمؤمن طاہر صاحب کو ان کے اعتراضات کا مفصل جواب تیار کرنے کا ارشاد فرمایا اور دوسری طرف مکرم شریف عودہ صاحب کو بذریعہ فون ان سے رابطہ رکھنے اور سمجھانے کی نصیحت فرمائی۔

چنانچہ مؤمن صاحب نے لاہوریوں کے ردّ میں

علمائے جماعت کے بعض تحقیقی اور مسکت جوابات پر مبنی مقالہ جات کا ترجمہ نیز اعتراضات کا جواب خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے حوالے سے ان کو ارسال کر دیا گیا جس کو پڑھتے ہی ان کی کایا پلٹ گئی۔ مہا صاحبہ کہتی ہیں کہ اس وقت مارے ندامت کے کچھ سجھائی نہ دے رہا تھا۔ بار بار یہی خیال آرہا تھا کہ یہ مَیں کیا کر بیٹھی؟ کاش مَیں نے کوئی قدم اٹھانے سے قبل ہی ان سوالات کے بارہ میں پوچھ لیا ہوتا۔

بہر حال جب حق آشکار ہو گیا تو فوراً رجوع کیا اور حضور انور رحمہ اللہ کی خدمت میں معافی کا خط لکھ دیا اور نہایت ندامت کے ساتھ دعا کی درخواست کی۔

حضور انور نے ان کے خط پر فرمایا کہ آپ کی نیت نیک تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ضائع ہونے سے بچا لیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ درست ہے کہ عدم علم اور کچھ مخصوص حالات ان کے غلط سمت میں قدم اٹھانے کا موجب بنے لیکن ہمیں ان کے اس واقعہ سے یہ سبق سیکھنا چاہئے کہ:

1۔ خلافت کا تو کچھ بھی بدل نہیں ہے۔ اس سے منہ موڑ کے دینی و دنیاوی راحت کا تصور ایک خام خیال ہے۔ یہ وہ شجرۂ طیبہ ہے جس پر آسمانی علوم وانوار کے تازہ بہ تازہ شیریں ثمرات لگتے ہیں جن سے جماعت کی روحانی ترقیات کی منزلوں کا تعین ہوتا ہے اور ان تک پہنچنے کے ہدف مقرر کئے جاتے ہیں اور پھر دعاؤں سے ان کا حصول ممکن ہوتا ہے۔ اس لئے ان ثمرات سے منہ موڑنا تو کانٹوں میں دامن الجھانے کے مترادف ہے۔

2۔ اگر کسی قسم کے سوالات یا اعتراضات پیدا ہوں تو خلیفۂ وقت سے راہنمائی حاصل کریں نیز استقامت کے لئے دعا کی درخواست کریں۔ کیونکہ سو فیصد ممکن ہے کہ آپ کی فہم کا قصور ہو یا بعض اعتراضات عدم علم کی وجہ سے پیدا ہو رہے ہوں۔ یہ بات بہر حال ادب اور عقل کے خلاف ہے کہ پہلے سوچے سمجھے بغیر غلط قدم اٹھا لیا جائے اور پھر طرح طرح کے سوالات اٹھائے جائیں۔

زہر میں تریاق

محترمہ مہا صاحبہ نے حقیقت حال جاننے کے بعد انگریزی زبان میں لاہوری جماعت کے ردّ میں ایک مفصل آرٹیکل لکھا جو آج تک ہماری مرکزی ویب سائٹ پر موجود ہے۔ مہا صاحبہ کا کہنا ہے کہ آج تک کئی نوجوانوں نے انہیں بتایا ہے کہ اس آرٹیکل کے مطالعہ کے بعد ان کے ذہنوں میں پیدا ہونے والے بعض سوالات کا جواب مل گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں غلط خیالات کی زد سے نکالا ہے۔ سو گو کہ یہ ایک غلطی تھی جس کی اصلاح کی بھی اللہ نے توفیق عطا فرمائی اور پھر اس کے نتیجہ میں لکھے ہوئے اس آرٹیکل کے سبب کئی ذہنوں کے غلط خیالات کی اصلاح بھی ہوگئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ٹھوکر سے محفوظ رکھا۔

شجر حجر تو سنیں گے

غلطی کی اصلاح کے بعد مَیں نے دوبارہ دیوانہ وار اپنے خاندان اور جاننے والوں کو احمدیت کی طرف بلانا شروع کر دیا۔ لیکن جیسے مَیں نے اپنی روش نہ بدلی اسی طرح وہ بھی اپنی ڈگر پر قائم رہے۔ چنانچہ جب کبھی جوشِ تبلیغ سے مجبور ہو جاتی تو اپنی گاڑی لے کر شہری آبادی سے دور نسبتاً پُرسکون شاہراہوں پر چلی جاتی اور جنوں خیز خود کلامی کی کیفیت میں کہتی کہ اگر اہل مصر نے مسیح موعود علیہ السلام کا کلام سننے سے انکار کر دیا تو کیا ہوا مَیں یہ کلام ان اشجار واحجار کو سناؤں گی، مَیں اس پیغام کو مصر کی ہواؤں اور فضاؤں میں بکھیر دوں گی۔ مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک قصیدہ کے شعر پڑھتی جاتی تھی اور دعائیں کرتی جاتی کہ اے خدا تو ان ہواؤں اور فضاؤں اور درختوں اور پتھروں کی زبانی اہل مصر کو یہ کلام سنا دے۔ میری تمنا تھی کہ کاش خدا کے فرشتے مسیح موعود علیہ السلام کے ان اشعار کو لکھ لیں اور جا کر اہل مصر کے کانوں میں ڈال دیں اور دلوں میں بٹھا دیں۔ شاید کوئی اسے پاگل پن کا نام دے لیکن مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو عرب دنیا میں پھیلانے کیلئے یہ میرا دلی جوش تھا۔ گویا بقول شاعر ؎

مذاقِ اہلِ جہاں کو بھلی لگے نہ لگے
شجر حجر تو سنیں گے غزل سناتے جائیں

ان دنوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جو اشعار میں بکثرت پڑھتی تھی ان میں سے بعض یہ ہیں:

اِلٰهِيْ فَدَتْكَ النَّفْسُ اِنَّكَ جَنَّتِيْ
وَمَا اَنْ اَرٰى خُلْدًا كَمِثْلِكَ يُثْمِرُ

اے خدا! میری جان تجھ پر قربان تُو میری بہشت ہے۔ اور مَیں نے کوئی ایسی بہشت نہیں دیکھی کہ تیرے جیسا پھل لاوے۔

طُرِدْنَا لِوَجْهِكَ مِنْ مَّجَالِسِ قَوْمِنَا
فَاَنْتَ لَنَا حِبٌّ فَرِيْدٌ وَّ مُؤْثَرُ

اے میرے خدا! صرف تیرے سبب سے ہی ہم اپنی قوم کی مجلسوں سے نکالے گئے۔ پس تُو ہی ہمارا یگانہ دوست ہے جسے ہم نے سب پر ترجیح دی ہے۔

اِلٰهِيْ بِوَجْهِكَ اَدْرِكِ الْعَبْدَ رَحْمَةً
وَلَيْسَ لَنَا بَابٌ سِوَاكَ وَمَعْبَرُ

اے میرے خدا! اپنے منہ کے صدقہ اپنے بندہ کی خبر لے کیونکہ ہمارے لئے تیرے سوا نہ کوئی دروازہ اور نہ کوئی جائے گذر ہے۔

اِلٰى اَيِّ بَابٍ يَا اِلٰهِيْ تَرُدُّنِيْ
وَمَنْ جِئْتُهُ بِالرِّفْقِ يَزْرِ وَيَصْعَرُ

اے میرے خدا! تُو اپنے دروازہ کے علاوہ مجھے کس دروازہ کی طرف لوٹائے گا جبکہ حال یہ ہے کہ میں جس کے پاس نرمی کے ساتھ بھی جاتا ہوں وہ بدگوئی کرتا اور منہ پھیر لیتا ہے۔

صَبَرْنَا عَلٰى جَوْرِ الْخَلَائِقِ كُلِّهِمْ
وَ لٰكِنْ عَلٰى هَجْرٍ سَطَا لَا نَصْبِرُ

ہم نے تمام دنیا کا ظلم برداشت کر لیا مگر تیری جُدائی کی ہمیں برداشت نہیں۔

تَعَالَ حَبِيْبِيْ اَنْتَ رُوْحِيْ وَرَاحَتِيْ
وَاِنْ كُنْتَ قَدْ اَنَسْتَ ذَنْبِيْ فَسَتِّرُ

آ میرے حبیب! تُو میری راحت اور میرا آرام ہے، اگر تُو نے میرا کوئی گناہ دیکھا ہے تو میری پردہ پوشی فرما دے۔

بِفَضْلِكَ اِنَّا قَدْ عُصِمْنَا مِنَ الْعِدَا
وَاِنَّ جَمَالَكَ قَاتِلِيْ فَاْتِ وَانْظُرُ

تیرے فضل سے ہم دشمنوں سے بچائے گئے، مگر دیکھ کہ تیرے حسن و جمال نے ہمیں قتل کر دیا ہے

وَ فَرِّجْ كُرُوْبِيْ يَا اِلٰهِيْ وَ نَجِّنِيْ
وَ مَزِّقْ خَصِيْمِيْ يَانَصِيْرِيْ وَ عَفِّرُ

اے میرے خدا میرے غم دور فرما اور اے میرے مددگار! میرے دشمن کو پارہ پارہ کر اور خاک میں ملا۔

بَلَاءٌ عَلَيْكُمْ وَالْعِلَاجُ اِنَابَةٌ
وَبِالْحَقِّ اَنْذَرْنَا وَبِالْحَقِّ نُنْذِرُ

اے لوگو، تم پر ایک بلاء نازل ہوئی ہے جس کا علاج توبہ ہے۔ اور ہم نے تو سچے طور پر متنبّہ کر دیا اور کر رہے ہیں۔

اَصِيْحُ وَقَدْ فَاضَتْ دُمُوْعِيْ تَأَلُّمًا
وَ قَلْبِيْ لَكُمْ فِيْ كُلِّ اٰنٍ يُوْغَرُ

مَیں آواز دیتا ہوں اور درد سے میرے آنسو جاری ہیں اور میرے دل میں ہر آن تمہارے لئے گرمجوشی پائی جاتی ہے۔

خلافت راشدہ

مصر میں کچھ عرصہ قیام کے بعد میں کبابیر چلی گئی جہاں سے 2002ء کے وسط میں دوبارہ لندن آئی اور حضرت خلیفہ رابع رحمہ اللہ کی وفات تک آپ کے لطف وکرم اور برکات سے فیض پایا۔ آپؒ کی وفات پر دیگر احمدیوں کی طرح مجھے بھی محسوس ہوا کہ جیسے مَیں یتیم ہو گئی ہوں لیکن انتخاب خلافت خامسہ کے ساتھ ہی تمام خوف امن سے بدل گئے اور ایسے لگا جیسے دو چار دن کے توقف کے بعد پھر وہی ساقی وہی مے اور وہی ساغر ہے اور عاشقوں و پروانوں کا وہی جوش وہی فدائیت اور تڑپ ہے۔ زندگی میں پہلی دفعہ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا کا وعدہ پورا ہوتے اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھا اور محسوس کیا تو اس کے حقیقی معنی سمجھ آئے۔

حضورؒ کی وفات سے چند روز قبل میری بیٹی نورالہدی نے اردو کلاس میں شامل ہونے کی درخواست کی تھی جس کا جواب مؤرخہ 17/اپریل 2003ء کو تیار ہوا لیکن ہمیں بذریعہ ڈاک آپ کی وفات کے بعد ملا۔ اس خط میں میری بیٹی کو اس کلاس میں شرکت کی اجازت کے ساتھ اردو زبان سیکھنے اور اس کلاس سے روحانی فائدہ اٹھانے کی دعا دی گئی تھی۔

پھر جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچوں کی کلاس شروع فرمائی تو میری بیٹی اور بیٹا دونوں اس پہلی کلاس میں شامل تھے۔ یوں خدا کے فضل سے حضرت خلیفہ رابعؒ کی میری بیٹی کے لئے دعا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے عہد مبارک میں پوری ہوئی۔

عہد خلافت خامسہ

عہد خلافت خامسہ کے شروع سے ہی عربوں میں تبلیغ کے نئے ابواب کھل گئے۔ پروگرام الحوار المباشر اور پھر ایم ٹی اے 3 العربیہ کے قیام کے بعد تو مجھے ایسے لگا جیسے میری پرانی آرزو اور جوش تبلیغ حقیقت کا روپ دھار گیا ہے۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام شجر وحجر اور ہواؤں کو سناتی تھی اس امید پر کہ شاید کسی دن یہ ہی کلام مسیح موعود علیہ السلام اہل مصر تک پہنچا دیں۔ اب ایم ٹی اے 3 العربیہ کے ذریعہ حقیقت میں ہوا کے دوش پر یہ پیغام نہ صرف مصر بلکہ تمام عرب دنیا میں پہنچ رہا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

بدرِ منیر

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ پہلی ملاقات سے لے کر آج تک خدا تعالیٰ کا میرے ساتھ عجیب معاملہ ہے کہ ملاقات سے ایک دو روز قبل خواب میں میری حضور انور سے ملاقات ہو جاتی ہے اور ہر دفعہ مَیں دیکھتی ہوں کہ حضور انور کا چہرہ مبارک گول اور اتنا نورانی ہے جیسے بدرِ منیر ہو۔ کئی مرتبہ ایسا بھی ہوا ہے کہ میں یہ مذکورہ رؤیا دیکھتی ہوں اور اگلے دنوں میں بظاہر حضور انور کے ساتھ ملاقات کا کوئی معلوم پروگرام نہیں ہوتا پھر بھی کہیں نہ کہیں حضور انور سے ملاقات ہو جاتی ہے۔

خدا تعالیٰ کے بے پایاں افضال والطاف کا سلسلہ جاری ہے، دربار خلافت کی عطاؤں اور اکرام کے پیش نظر مجھے آج بھی ان لوگوں کی حالت پر رونا آتا ہے جو اس روحانی مائدہ اور اس آسمانی نعمت سے محروم ہیں۔ کاش کہ وہ اس نعمت کی قدر کرتے اور کاش کہ انہیں اس روحانی ماحول کی لذت کا کچھ اندازہ ہو سکتا۔ آخر پر اپنے ان عزیزوں اور سہیلیوں کے لئے جو مجھے کافر، گمراہ، جاہل اور دیوانہ سمجھتے ہیں یہی کہتی ہوں کہ:

يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ
وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ (سورۃ یٰس:28)۔

(باقی آئندہ)

ملت کا سچا فدائی

تھی رفتار میں بجلیوں کی سی تیزی جب اس نے سنبھالی زمامِ خلافت
تسلسل ہے عہدِ مسیحا کا گویا، ہے جاری و ساری نظامِ خلافت
وہ تھا ایک جہدِ مسلسل کا رسیا، پہاڑوں سے اونچے تھے سب کارنامے
مگر سب سے ارفع یہ تھا کارنامہ جو محکم کیا تھا مقامِ خلافت
بہت دکھ اٹھائے بہت درد جھیلے، جگر گویا زخموں سے چھلنی ہوا تھا
اولوالعزم نے بار سارے اٹھائے، مگر اونچا رکھا پیامِ خلافت
وہ تھا کل کا بچہ مگر فضلِ رب نے تھمائی کلید اس کو فتح وظفر کی
زمانے نے دیکھا وہ اک شیرِ نر تھا جب آیا کہیں پہ بھی نامِ خلافت
وہ سچا فدائی تھا ملّت کا برحق، خدا اس پہ رحمت کی بارش کرے
لہو دے کے زندہ کیا دینِ حق کو جو ٹھہرا ہے رازِ دوامِ خلافت
کریں اپنی نیکی کے معیار اونچے کہ مانا ہے ہم نے مسیحِ زماں کو
دعا ہے کہ ہم اس بلندی کو چھو لیں، ہوا جس غرض سے قیامِ خلافت

(امتہ الباری ناصر)

خطبہ جمعہ

خدا تعالیٰ کی صفت حسیب کا مزید بیان

چاہے کوئی انفرادی طور پر کسی یتیم کا نگران ہے یا جماعت کسی یتیم کی نگرانی کر رہی ہے اس کی تعلیم و تربیت کا مکمل جائزہ اور دوسرے معاملات میں اس کی تمام تر نگرانی کی ذمہ داری ان کے نگرانوں پر ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں بھی یتیموں کی پرورش کا خیال رکھا جاتا ہے۔ افریقہ اور بعض اَور ممالک میں جماعت احمدی یتیم بچوں کے علاوہ غیر از جماعت اور عیسائیوں کے بچوں کا بھی خرچ برداشت کرتی ہے۔

پاکستان میں احمدی یتامیٰ کی خبر گیری کی تحریک کا اعادہ۔

اگر انگلستان، یورپ، امریکہ، کینیڈا میں آباد پاکستانی احمدی اپنے گھر کے افراد کے حساب سے فی کس سات سے دس پاؤنڈ سالانہ بھی دیں تو پاکستان میں کفالت یتامیٰ کمیٹی کا ایک بڑا بوجھ کم ہو سکتا ہے۔

پاکستانی احمدیوں کے علاوہ جو احمدی حصہ لینا چاہیں وہ بھی بے شک حصہ لے سکتے ہیں۔ ان کی رقموں سے افریقہ کے بعض غریب ملکوں یا قادیان میں خرچ ہو سکتا ہے۔

پاکستان کے احمدی جو مخیّر اور صاحب حیثیت ہیں وہ بھی یتیموں کے فنڈ میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیں۔

یتیموں کی تعلیم و تربیت اور ان کے اموال کی حفاظت سے متعلق قرآن مجید واحادیث نبویہ کے حوالہ سے تفصیلی بیان اور احباب جماعت کو یتامیٰ کی خبر گیری کی تاکید۔

اگر کوئی اپنے وسائل سے یتیم کی تعلیم و تربیت کے حقوق ادا نہیں کر سکتا اور جماعت کی مدد کی ضرورت ہے تو اسے چاہئے کہ جماعت کو آگاہ کرے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ 26رفروری 2010ء بمطابق 26رتبلیغ 1389 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ .

وَابْتَلُوْا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوْا النِّكَاحَ- فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ- وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا- وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ - فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ- وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا(النساء:7)

گذشتہ خطبہ میں مَیں نے ایک قرآنی حکم کی طرف توجہ دلائی تھی جو اگر اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے بجالایا جائے تو معاشرے کے امن کی ضمانت بن جاتا ہے۔ اور چونکہ اس حکم کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حَسِیْب ہونے کا ذکر فرمایا۔ اس لئے یہ ہر مسلمان کے لئے تنبیہ ہے کہ اگر اس اہم حکم یعنی ایک دوسرے پر سلامتی بھیجنے پر عمل نہیں کرو گے تو خدا تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہو گے۔

بہرحال اسی تسلسل میں ایک دوسرا اہم حکم جو نہ صرف حقوق العباد کی ادائیگی کے لئے ایک اہم حکم ہے بلکہ معاشرے کے امن اور نفرتوں کو مٹانے کے لئے بھی بہت اہم ہے۔ اور یہ حکم سورۃ نساء کی ساتویں آیت میں ہے جس کی مَیں نے ابھی تلاوت کی ہے۔ اس کے آخر میں بھی خدا تعالیٰ نے اپنے حسیب ہونے کے حوالے سے تنبیہ فرمائی ہے کہ اگر اس حکم کو نہیں بجالاؤ گے تو خدا تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہو گے۔

اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ اور یتیموں کو آزماتے رہو یہاں تک کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں۔ پس اگر تم ان میں عقل کے آثار محسوس کرو تو ان کے اموال ان کو واپس کر دو۔ اور اس ڈر سے اسراف اور تیزی کے ساتھ ان کو نہ کھاؤ کہ کہیں وہ بڑے نہ ہو جائیں۔ اور جو امیر ہو، اس کو چاہئے کہ وہ ان کا مال کھانے سے کلیۃً احتراز کرے۔ ہاں جو غریب ہو وہ مناسب طور پر کھائے۔ پھر جب تم ان کی طرف ان کے اموال لوٹاؤ، تو ان پر گواہ ٹھہرا لیا کرو۔ اور اللہ حساب لینے کے لئے کافی ہے۔

یتیموں کے بارہ میں یہ بعض احکامات ہیں کہ ان سے کس طرح کا سلوک کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شروع ہی اس طرح فرمایا ہے کہ وَابْتَلُوْا الْيَتٰمٰى کہ یتیموں کو آزماتے رہو۔ آزمانا کیا ہے؟ کس طرح آزمانا ہے؟

یہی کہ تمہارے سپرد جو یتیم کئے گئے ہیں ان کی تعلیم و تربیت کا خیال رکھو۔ انہیں لاوارث سمجھ کر ان کی تربیت سے غافل نہ ہو جاؤ، ان کی تعلیم سے غافل نہ ہو جاؤ بلکہ انہیں اچھی تعلیم و تربیت مہیا کرو۔ اور جس طرح اپنے بچوں کا وقتاً فوقتاً جائزہ لیتے رہتے ہو، اُن کے بھی جائزے لو کہ تعلیمی اور دینی میدان میں وہ خاطر خواہ ترقی کر رہے ہیں یا نہیں؟ پھر جس تعلیم میں وہ دلچسپی رکھتے ہیں اس کے حصول کے لئے ان کی بھرپور مدد کرو۔ یہ نہیں کہ اپنا بچہ اگر پڑھائی میں کم دلچسپی لینے والا ہے تب اس کے لئے تو ٹیوشن کے انتظام ہو جائیں، بہتر پڑھائی کا انتظام ہو جائے اور اس کی پڑھائی کے لئے خاص فکر ہو اور یتیم بچہ جس کی کفالت تمہارے سپرد ہے وہ اگر آگے بڑھنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے تب بھی اس کی تعلیم پر، اس کی تربیت پر کوئی نظر نہ رکھی جائے۔ نہیں!

بلکہ اس کی تمام تر صلاحیتوں کو بھر پور طور پر اجاگر کرنے کی کوشش کی جائے۔ یہ اصل حکم ہے۔ اور جتنی بھی اس کی استعدادیں اور صلاحیتیں ہیں اس کے مطابق اس کو موقع میسر کیا جائے کہ وہ آگے بڑھے اور مستقبل میں اپنے پاؤں پر کھڑا ہو۔ کبھی اسے یہ خیال نہ ہو کہ مَیں یتیم ہونے کی وجہ سے اپنی استعدادوں کے صحیح استعمال سے محروم رہ گیا ہوں۔ اگر میرے ماں باپ زندہ ہوتے تو مَیں اس وقت سبقت لے جانے والوں کی صف میں کھڑا ہوتا۔

پس چاہے کوئی انفرادی طور پر کسی یتیم کا نگران ہے یا جماعت کسی یتیم کی نگرانی کر رہی ہے اس کی تعلیم و تربیت کا مکمل جائزہ اور دوسرے معاملات میں اس کی تمام تر نگرانی کی ذمہ داری ان کے نگرانوں پر ہے۔ اور پھر یہ جائزہ اس وقت تک رہے جب تک کہ وہ نکاح کی عمر تک نہ پہنچ جائیں۔ یعنی ایک بالغ ہونے کی عمر تک نہ پہنچ جائیں۔ ایک بالغ اپنے اچھے اور بُرے ہونے کی تمیز کر سکتا ہے۔ اگر بچپن کی اچھی تربیت ہو گی تو اس عمر میں وہ معاشرے کا ایک بہترین حصہ بن سکتا ہے۔ لیکن یہاں بھی دیکھیں کہ کتنی گہرائی سے ایک اور سوال کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ صرف بالغ ہونا کسی کو اس قابل نہیں بنا دیتا کہ اگر اس کے ماں باپ نے کوئی جائیداد چھوڑی ہے تو اس کو صحیح طور پر سنبھال بھی سکے۔ یہاں عاقل ہونا بھی شرط ہے یعنی ذمہ داری کا احساس اور اس دولت کے صحیح استعمال کا فہم ہونا بھی ضروری ہے۔ اس لئے فرمایا کہ ان کی عقل کا جائزہ بھی لو۔ اگر تو ایک بچہ جوانی کی عمر کو پہنچنے تک اپنی پڑھائی میں بھی اور دوسری تربیت میں بھی، اپنے اٹھنے بیٹھنے میں بھی، چال ڈھال میں بھی عمومی طور پر بہتر نظر آ رہا ہے اس کی عقل بھی صحیح ہے تو ظاہر ہے اس کے سپرد اس کا مال کیا جائے۔ اس لئے کہ وہ حق دار بنتا ہے کہ اس کو اس کا ورثہ لوٹایا جائے۔ وہ خود اس کو سنبھالے یا اس کو آگے بڑھائے یا جو بھی کرنا چاہتا ہے کرے۔ لیکن اگر کوئی باوجود بالغ ہونے کے دماغی طور پر اتنی صلاحیت نہیں رکھتا کہ اپنے مال کی حفاظت کر سکے تو پھر اس کے مال کی حفاظت کرو۔ اس کے نگران کی ذمہ داری لگائی گئی ہے کہ پھر تم اس مال کی نگرانی کرو۔ اور ضرورت کے مطابق اس کے خرچ ادا کرو۔ لیکن اس عرصہ میں بھی جوں جوں اس کی عمر بڑھ رہی ہے، بعضوں کو ذرا دیر سے سمجھ آتی ہے، اسے مالی امور کے جو نشیب و فراز ہیں وہ سمجھاتے رہو تا کہ وہ کسی نہ کسی وقت پھر اپنا مال سنبھال سکے۔ بعض معاملات میں بعض بظاہر کمزور سمجھ رکھنے والے ہوتے ہیں ہر چیز کو پوری طرح نہیں سنبھال سکتے۔ لیکن مَیں نے دیکھا ہے کہ اس کے باوجود ان کو پیسے کا استعمال اور پیسے کا رکھنا بڑا اچھا آتا ہے۔ سوائے اس کے کہ بالکل کوئی فاتر العقل ہو۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ بیوقوف ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں جَھلّا ہے۔ لیکن وہ جَھلّا بھی ایسے ایسے کاروبار کرتا ہے کہ بڑے بڑے پڑھے لکھے نہیں کر رہے ہوتے۔

پھر فرمایا کہ جو نگران بنائے گئے ہیں وہ اس یتیم کے ماں باپ کی جائیداد کے استعمال میں اسراف سے کام نہ لیں۔ یعنی ان یتیموں پر ان کے ماں باپ کی جائیداد یا رقم میں سے اس طرح خرچ نہ کرو جس کا کوئی حساب کتاب ہی نہ ہو۔ اور بہانے بنا کر اس رقم سے ان یتیموں کے اخراجات کے نام پر خود فائدہ اٹھاتے رہو۔ اور یہ کوشش ہو کہ ان یتیموں کی رقم سے جتنا زیادہ سے زیادہ اور جتنی جلدی مَیں فائدہ اٹھا لوں، بہتر ہے۔ کیونکہ اگر وہ بڑے ہو گئے تو پھر ان کی جائیداد ان کے سپرد کرنی پڑے گی، یا اگر کوئی ظالم ہے تو وہ خود لڑ کر بھی لے لیں گے۔ کئی معاملات ایسے ہوتے ہیں کہ بڑے ہونے تک لوگ ان کی جائیدادیں سنبھالے رکھتے ہیں اور آخر پھر عدالتوں میں یا قضا میں جا کر جائیداد ان کو واپس ملتی ہے۔ بہر حال فرمایا کہ اگر تمہاری نیتیں خراب ہوئیں تو تمہیں حساب دینا پڑے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے کسی بدنیت یا ظالم کے ظلم کو روکنے کے لئے مزید پابندی لگا دی کہ جو امیر ہے اور یتیم کو پالنے کا خرچ برداشت کر سکتا ہے اس کی خوراک، لباس، تعلیم و تربیت کے لئے اچھا انتظام کر سکتا ہے اس کے لئے یہی لازمی ہے کہ وہ یتیم کی جائیداد میں سے کچھ خرچ نہ لے بلکہ اپنے پاس سے اپنی جیب سے خرچ کرے۔ یَسْتَعْفِفْ کا مطلب ہی یہ ہے کہ کبھی دل میں یہ خیال بھی آئے کہ کچھ خرچ کر لوں تو تب بھی اس خیال کو جھٹکے اور کوشش کر کے اپنے آپ کو ایسی حرکت اور ظلم سے بچائے، اور شیطانی خیالات کو نکال کر باہر پھینکے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف جو بھی حکم دل میں آئے گا وہ شیطانی خیال ہوگا۔ پس صاحب ثروت کے لئے تو یہ حکم ہے کہ وہ یتیم کی پرورش اپنی جیب سے کرے۔ چاہے نابالغ یتیم کے والدین جتنی بھی جائیداد اس کے لئے چھوڑ گئے ہوں۔ فرمایا، جو غریب ہیں، اتنی مالی کشائش نہیں رکھتے کہ اپنے گھریلو اخراجات کے ساتھ کسی یتیم کے اخراجات اور اس کی اچھی تعلیم وغیرہ کا خرچ برداشت کر سکیں تو ان کے لئے جائز ہے کہ وہ یتیم کے لئے اس کے والدین کی طرف سے چھوڑی گئی جائیداد میں سے اس کے اوپر خرچ کریں۔ لیکن یہ خرچ بہت احتیاط سے ہو اور مناسب ہو اور اس کا حساب رکھا ہو۔ یہ نہیں کہ یتیم پر خرچ کے ساتھ ساتھ اپنے گھر کا بھی خرچ کرنا شروع کر دو کہ مَیں نے اسے اپنے گھر میں رکھا ہوا ہے اس لئے اب مَیں خرچ کرنے کا حق رکھتا ہوں۔ اس کی رہائش یا بجلی پانی کا خرچ بھی اس میں شامل کر دوں۔ بعض کنجوس یا بدنیت ایسے ہوتے ہیں جو اس حد تک بھی چلے جاتے ہیں۔

یتیم کو پالنے کی کتنی اہمیت ہے، اس کے بارہ میں ایک حدیث میں آتا ہے کہ عمرو بن شعیب اپنے دادا کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میرے پاس مال نہیں ہے مگر ایک یتیم کا کفیل ہوں۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا کہ اپنے زیرِ کفالت یتیم کے مال سے صرف اسی قدر کھاؤ کہ نہ اسراف ہو، نہ فضول خرچی ہو۔ اور نہ ہی اس کے مال سے اپنا ذاتی مال بڑھاؤ۔ اسی طرح یہ بھی نہ ہو کہ اس کے مال سے اپنا مال بچاؤ۔

(مسند احمد بن حنبل ۔ جلد 2 صفحہ 215-216. مطبوعہ بیروت)

یعنی یہ نہ ہو کہ تم اس کے مال کو اپنے مال کے ساتھ تجارت میں لگا دو اور منافع کھاتے رہو کہ اصل سرمایہ تو اس کا محفوظ ہے۔ فرمایا جو منافع آ رہا ہے اس سے اپنا مال بڑھاتے جاؤ۔ اور نہ یہ ہو کہ اپنا مال بچائے رکھو اور اس کے مال میں سے اپنے پر بھی خرچ کرتے جاؤ اور اس پر بھی خرچ کرتے جاؤ۔ دونوں صورتوں کو منع فرمایا ہے۔

پھر ایک حکم یہ ہے کہ تم نے یتیم پر مالی کشائش رکھتے ہوئے اگر نہیں بھی خرچ کیا یا مالی کشائش نہ رکھتے ہوئے خرچ کیا بھی ہے تب بھی جب وہ یتیم بالغ اور عاقل ہو جائے اور جب تم اس کا مال اسے لوٹانے لگو تو پورے حساب کتاب کے ساتھ اسے لوٹاؤ کہ یہ جائیداد تھی۔ بلکہ یہ بات زیادہ مستحسن ہے کہ اس کے مال کو تجارت میں بھی لگا دو اور بڑھاؤ اور حساب کتاب دیتے ہوئے یہ بتاؤ کہ یہ تمہارا اصل سرمایہ تھا، یا یہ جائیداد تھی یا یہ رقم تھی اور اس پر اتنا منافع ہوا ہے اور یہ جو ٹوٹل منافع اور اصل زر ہے وہ تمہیں واپس لوٹا رہا ہوں۔

اسی طرح اگر کسی غریب نے اُس مال میں سے یتیم کی پرورش کے لئے خرچ کیا ہے تو بلوغ کو پہنچنے پر ایک ایک پائی کا تمام حساب کتاب اسے دو۔ اور یہ حساب کتاب دیتے وقت گواہ بھی بنا لیا کرو تا کہ کسی وقت بھی بدظنی پیدا نہ ہو۔ یتیم کے دل میں کبھی رنجش نہ آئے۔ کیونکہ بعض دفعہ، بعد میں، یتیم کے دل میں وسوسے بھی آ سکتے ہیں۔ یا بعض اوقات بعض لوگ یتیموں کے ہمدرد بن کر اس کے دل میں وسوسے ڈال سکتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت کو سامنے رکھتے ہوئے کہا کہ جب بھی یتیم کا مال لوٹاؤ تو پورا حساب دو اور اس میں گواہ بنا لو۔ کیونکہ یہ نگران کو بھی کسی ابتلاء سے بچانے کے لئے ضروری ہے اور یتیم کو بھی کسی بدظنی سے بچانے کے لئے ضروری ہے۔ پس جس تفصیل سے قرآن کریم میں یتیموں کے حقوق کے بارہ میں حکم دیا گیا ہے، کہیں اور نہیں دیا گیا۔ کسی اور شرعی کتاب میں نہیں دیا گیا۔ اسی ایک آیت میں تقریباً سات بنیادی باتیں بیان کی گئی ہیں۔

پہلی بات یہ کہ یتیموں کو آزماتے رہو۔ ان کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دو۔ اور دیکھو کہ ترقی کی طرف قدم بڑھ رہے ہیں کہ نہیں۔

دوسری بات یہ کہ اُن کی تعلیم و تربیت کی طرف خاص طور پر ان کے بالغ ہونے تک توجہ رہے۔ یہ نہیں کہ راستے میں چھوڑ دینا ہے۔

تیسری بات یہ کہ جب بھی وہ اپنے مال کی حفاظت کے قابل ہو جائیں تو ان کا مال انہیں فوری طور پر واپس لوٹا دو۔

چوتھی بات یہ کہ یتیم کا مال صرف اُس پر خرچ کرو۔ تم نے اس سے مفاد نہیں اٹھانا۔

اور پانچویں بات یہ کہ امیر آدمی اگر کسی یتیم کی پرورش کر رہا ہے تو اس کے لئے بالکل جائز نہیں کہ وہ یتیم کی پرورش کے لئے اس یتیم کے مال میں سے کچھ لے۔

اور چھٹی بات یہ کہ غریب جس کے وسائل نہیں ہیں اور وہ کسی یتیم کا نگران بنایا جاتا ہے تو اس کو یتیم کے مال میں سے مناسب طور پر خرچ کرنے کی اجازت ہے۔

اور ساتویں بات یہ کہ جب مال لوٹاؤ تو اس پر گواہ بنا لو۔ تا کہ نہ تمہاری نیت میں کبھی کھوٹ آئے، نہ تم پر کبھی کوئی الزام لگے اور نہ یتیم کے دل میں بدظنی پیدا ہو۔

اور آخر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ہر وقت دیکھ رہا ہے۔ اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ تمہاری نیتوں کا بھی اسے پتہ ہے۔ اس لئے یاد رکھو کہ اگر یہ حساب کتاب نہیں رکھو گے تو پھر تمہارا بھی ایک دن حساب ہونا ہے۔ تم سے ایک ایک پائی کا حساب لیا جائے گا۔

قرآنِ کریم میں متعدد جگہ یتیم کی پرورش اور اس سے حسنِ سلوک کا حکم ہے۔ اور ان کے مال کی

THOMPSON & CO SOLICITORS

New Office in Morden

Consult us for your legal requirements

such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) **& David Wilson.**

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005

Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040

Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697

Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

حفاظت کی تاکید کی گئی ہے۔ ایک جگہ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے سورہ بنی اسرائیل کی آیت 35 ہے کہ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ۔ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ۔ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا (بنی اسرائیل:35) اور یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر ایسے طریق پر کہ وہ بہترین ہو۔ یہاں تک کہ وہ اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ جائے۔ اور عہد کو پورا کرو۔ یقیناً عہد کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔

اس آیت میں ایک تو وہی حکم ہے یا احکامات ہیں کہ جس کی تفصیل پہلے آ گئی۔ ایک بات اس میں بظاہر زائد لگتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا کہ یقیناً عہد کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔ یہ کون سا عہد ہے جس کے بارہ میں پوچھا جائے گا؟ یہ کون سا حکم ہے جس کے بارہ میں پوچھا جائے گا؟ حضرت مصلح موعودؓ نے اس کی تفصیل بیان فرمائی ہے کہ یہاں عہد سے مراد ذمہ داری ہے۔ پس یتیموں کی پرورش اور ان کے مال کی حفاظت افراد اور معاشرے پر فرض ہے۔ اور یہ معاشرے کی ذمہ داری ہے اور افراد کی بھی ذمہ داری ہے کہ ان کا خیال بھی رکھے اور ان کے مال کی حفاظت بھی کرے۔ اور جب تک وہ اس قابل نہیں ہو جاتے کہ اپنے مال کو خود سنبھال سکیں ان کی حفاظت کرتے چلے جائیں۔ اور اگر احمدی ہو تو یہ جماعت کی بھی ذمہ داری ہے اور یہ ان یتیموں پر کوئی احسان نہیں ہے کہ بعد میں جتاتے پھرو کہ میں نے تمہارے مال کی، تمہاری جائیداد کی حفاظت کی اور نگرانی کرتا رہا۔ اگر میں نہ کرتا تو تم ٹھوکریں کھاتے پھرتے۔ نہیں! بلکہ اسلامی معاشرے کا یہ فرض ہے اور یتیم کا یہ حق ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ فرض تم پر خدا تعالیٰ عائد کر رہا ہے۔ اس لئے ایک مومن کی حیثیت سے خدا تعالیٰ تمہارے سے یہ عہد لے رہا ہے کہ اگر اس فرض کو پورا نہیں کرو گے اور یتیم کے مال میں غلط تصرف کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں پوچھے گا۔ دوسرے لفظوں میں یہ وہی مضمون ہے جو پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا کہ اللہ حساب لینے کے لئے کافی ہے۔

پھر اس بات کو مزید کھول کر اللہ تعالیٰ نے سورۃ نساء کی ایک دوسری آیت میں تنبیہ فرمائی کہ وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ۔ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا (النساء:3)۔ اور یتامیٰ کو ان کا مال دو۔ اور خبیث چیزیں پاک چیزوں کے تبادلے میں نہ لیا کرو۔ اور ان کے اموال اپنے اموال سے ملا کر نہ کھا جایا کرو۔ یقیناً یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

یہاں بھی وہی مضمون دہرایا جا رہا ہے۔ اور واضح فرمایا کہ اگر تم یتیم کے مال کو اپنے مال کے ساتھ ملا کر اپنے مفاد اٹھانے کی کوشش کرو گے تو تمہارا مال اگر پاک بھی ہے تو اس بدنیتی کی وجہ سے وہ خبیث مال بن جائے گا۔ اور یہ حرام مال ایک بہت بڑا گناہ کمانا ہے۔ تمہیں اس گناہ کی سزا ملے گی۔ سورۃ نساء کی ایک آیت میں آگے جا کر اللہ تعالیٰ کی شدت ناراضگی کا اظہار یوں ہوتا ہے۔ فرمایا کہ اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا۔ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا (النساء:11) کہ یقیناً وہ لوگ جو یتیموں کا مال ازراہ ظلم کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں محض آگ جھونکتے ہیں اور یقیناً وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں پڑیں گے۔ پس یہ یتیموں کا مال کھانا ایسا ہی ہے جیسے آگ۔ اور یہ آگ ان کو اس دنیا میں بھی جلائے گی اور مرنے کے بعد بھی وہ اس آگ میں پڑیں گے۔ تو یہ ہے اسلام کی خوبصورت تعلیم۔ کس شدت سے یتیم جو معاشرہ کا کمزور حصہ ہے، اس کے حقوق کی حفاظت کی گئی ہے تاکہ معاشرے کا امن قائم رہے۔ جو لوگ ناجائز طریق پر دوسرے کا مال کھاتے ہیں۔ سکون تو نہیں پھر بھی نہیں ملتا۔ بے چینی ہی میں رہتے ہیں۔ کبھی کسی ناجائز طور پر مال کھانے والے کو آپ پُرسکون نہیں دیکھیں گے۔ پس اصل چیز اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ اس کے لئے ایک مومن کوشش کرتا ہے اور اسے کوشش کرنی چاہئے۔

پھر صرف مالدار یتیموں کی حفاظت کے بارہ میں یہ حکم نہیں ہے کہ کوئی سمجھے کہ جو صرف مال رکھنے والے یتیم ہیں ان کے حقوق کا خیال رکھا گیا ہے اور ان کے مال کی حفاظت کا کہا گیا ہے۔ اگر غور کیا جائے تو اس میں ایک عمومی حکم بھی ہے کہ پرورش اور تربیت تمہاری ذمہ داری ہے۔ چاہے وہ غریب ہے۔ اگر یتیم غریب بھی ہے تب بھی پرورش تمہاری ذمہ داری ہے۔ لیکن اگر وہ صاحبِ جائیداد ہے تو تب بھی یہ تمہاری ذمہ داری بنتی ہے کہ اس کی صحیح تعلیم وتربیت، جو ایک یتیم کا حق ہے، وہ تم نے کرنی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کے مال کی بھی حفاظت کرو اور یتیم کی پرورش اس کے مال کے لالچ میں نہ ہو۔ بلکہ اس کی یتیمی کی حالت کی وجہ سے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ نساء کی ہی دسویں آیت میں فرمایا۔ وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ۔ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ (النساء:10)۔ اور جو لوگ ڈرتے ہیں کہ اپنے بعد کمزور اولاد چھوڑ گئے تو ان کا کیا بنے گا تو ان کو دوسروں کے متعلق بھی یعنی یتیموں کے متعلق بھی ڈر سے کام لینا چاہئے۔ اللہ کا تقویٰ اختیار کرنا چاہئے۔ پس یہ یتیموں کے حقوق قائم کروانے کے لئے مزید تنبیہ ہے کہ کسی کو اپنی موت کا وقت معلوم نہیں۔ اس لئے یتیموں کی پرورش کرتے ہوئے یہ خیال دل میں رہنا چاہئے کہ ہمارے بچے بھی یتیم ہو سکتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ اگر بدسلوکی ہو تو یہ سوچ کر ہی ہمارے دل بے چین ہو جاتے ہیں۔ پس جب اپنے متعلق یہ سوچتے ہیں تو دوسروں کے متعلق بھی اسی طرح سوچو۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

پس بچوں کی تربیت کے بارہ میں بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ خاص طور پر انہیں جن کے سپرد یتیم بچے کئے گئے ہیں تاکہ وہ معاشرے کا بہترین حصہ بن سکیں۔ بعض دفعہ اس کا الٹ بھی ہو جاتا ہے کہ تربیت صرف لاڈ پیار کو سمجھا جاتا ہے۔ خاندان کے بزرگ نانا، نانی، دادا، دادی، غلط طریقے پر بچوں کو لاڈ پیار سے بگاڑ دیتے ہیں۔ تو یہ طریق بھی غلط ہے۔ اصل مقصود ان کی تربیت کرکے ان کو معاشرے کا بہترین حصہ بنانا ہے۔ پس اصل چیز یہی ہے کہ یتیم جو بعض لحاظ سے بعض اوقات احساسِ کمتری کا شکار ہو کر اپنی صلاحیتیں ضائع کر دیتے ہیں ان کی ایسے رنگ میں تربیت ہو کہ وہ انہیں بہترین شہری بنا دے۔ معاشرہ کا بہترین فرد بنا دے۔ پس نہ زیادہ سختیاں اچھی ہیں، نہ ضرورت سے زیادہ نرمی۔ بلکہ نیک نیتی کے ساتھ اپنے بچوں کی طرح ان کی تربیت کرنا ضروری ہے۔ اور جس طرح ماں باپ کے سائے تلے رہنے والے بچے کا حق ہے اسی طرح ایک یتیم کا بھی حق ہے۔

یتیموں کے حق کے بارہ میں اور ان کی تربیت کے بارہ میں اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں سورہ بقرہ میں ایک جگہ فرماتا ہے کہ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى۔ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ۔ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ۔ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ۔ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ۔ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (البقرۃ:221) کہ دنیا کے بارہ میں بھی اور آخرت کے بارہ میں بھی۔ اور وہ تجھ سے یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں تو کہہ دے ان کی اصلاح اچھی بات ہے اور اگر تم ان کے ساتھ مل جل کر رہو تو وہ تمہارے بھائی بند ہیں۔ اور اللہ فساد کرنے والے کو اصلاح کرنے والے سے فرق جانتا ہے۔ اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں ضرور مشکل میں ڈال دیتا۔ یقیناً اللہ کامل غلبہ والا اور حکمت والا ہے۔

اب یہاں صرف کسی مال والے یتیم کے بارہ میں حکم نہیں دیا گیا۔ بلکہ ہر قسم کے کمزور، غریب، بے وسیلہ یتیم کا ذکر ہے۔ یتیم کی اصلاح، اچھی پرورش، اچھی تعلیم بہت عمدہ کام ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت ابوامامہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے یتیم بچے یا بچی کے سر پر محض اللہ تعالیٰ کی خاطر دستِ شفقت پھیرا۔ اس کے لئے ہر بال کے عوض، جس پر اس کا مشفق ہاتھ پھرے، نیکیاں شمار ہوں گی۔ اور جس شخص نے زیر کفالت یتیم بچے یا بچی سے احسان کا معاملہ کیا وہ اور میں جنت میں یوں ہوں گے۔ آپ نے اپنی دونوں انگلیاں ملا کر دکھائیں۔

(مسند احمد بن حنبل۔ جلد 5 صفحہ 265۔ مطبوعہ بیروت)

پس یتیم کی پرورش کرنے والے کا یہ مقام ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے جنت کی خوشخبری دی ہے۔ اور یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنے والے کو، اس کا خیال رکھنے والے کی نیکیوں کو اس بچے کے سر کے بالوں کے برابر شمار کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تو اس بات پر لڑتے تھے اور حریص رہتے تھے کہ یتیم کی پرورش کریں۔ اور اگر کوئی یتیم ہوتا تو ایک کہتا کہ میں اس کی پرورش کروں گا اور دوسرا کہتا کہ میں اس کی پرورش کروں گا۔ تیسرا کہتا کہ میں اس کی پرورش کروں گا۔ اور اس بات پر وہ لوگ حریص تھے کہ جنت میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جگہ ملے۔ وہ جب یتیموں کو پالتے تھے تو بڑے احسن رنگ میں ان کی تربیت کرتے تھے۔ اپنے بچوں کی طرح ان کی تعلیم وتربیت کا خیال رکھتے تھے۔ پھر یہ کہہ کر وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ کہ اگر تم ان کے ساتھ مل جل کر رہو تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔ یتیموں کو پالنے والوں کو بڑا بھائی کہہ دیا کہ وہ ان بڑے بھائیوں کی طرح چھوٹے بھائی کی ذمہ داری ادا کرے جو حقیقت میں چھوٹے بھائیوں کا حق ادا کرنے والے ہیں۔ بعض بڑے بھائی بھی چھوٹے بھائیوں پر ظلم کرتے ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ بڑا بھائی بن کر ان کا حق ادا کرو۔ بلکہ اگر وہ ضرورت مند ہیں تو تعلیم وتربیت کے بعد ان کے پاؤں پر کھڑا ہونے کے لئے ہر طرح کی مدد کرو۔ اگر تمہارے پاس مالی وسائل ہیں اور ان کی مالی مدد بھی کی جاسکتی ہے تو کرو۔ ان کی کاروباروں میں یا اور کسی لحاظ سے مدد کرنی پڑے تو کرو۔ اس طرح کرو جس طرح بڑے بھائی چھوٹے بھائیوں کی کرتے ہیں۔ اور بے نفس ہو کر یہ خدمت کرو۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے یہ کہہ کر اپنی ذات کے ہر جگہ موجود ہونے کا احساس دلا دیا کہ اللہ تعالیٰ فساد کرنے والے اور اصلاح کرنے والے کو جانتا ہے۔ پس ان یتیموں سے انہیں معاشرے کا بہترین حصہ بنانے کے لئے حسن سلوک کرو۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ جو ضرورت مند ایسے ہیں کہ یتیم کی صحیح طرح کفالت نہیں کر سکتے

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

ان کو اجازت دے دی کہ اگر یتیم کا مال ہے تو ان کی ضرورت کے مطابق اس میں سے خرچ کر لو کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہیں مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتا۔

یہاں یہ بات بھی نکلتی ہے کہ اگر پالنے والے کے یا اس نگران کے اپنے وسائل نہ ہوں اور یتیم کا مال بھی نہ ہو تو پھر کیا کیا جائے؟ اللہ تعالیٰ چونکہ جانتا تھا کہ نیک خواہشات کے باوجود تم کچھ نہیں کر سکتے اسی لئے تمہیں ''تم اپنے آپ کو مشکل میں نہ ڈالو'' کہہ کر اجازت دے دی کہ جماعتی نظام سے رجوع کرو۔ جو ارباب حل و عقد ہیں ان سے رجوع کرو۔ اور ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرو۔ مقصود یتیم کی تعلیم و تربیت ہے۔ تمہیں مشکل میں ڈالنا نہیں۔ اس لئے اگر جماعت کی مدد کی ضرورت ہے تو جماعت کو آگاہ کرو۔

پھر یتیم کی تکریم اور عزت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ (الفجر:18) کہ خبردار! درحقیقت تم یتیم کی عزت نہیں کرتے۔ اور اس عزت نہ کرنے اور بعض دوسری نیکیوں کو نہ بجالانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے عذاب کی خبر دی ہے۔ دوسری جگہ فرمایا کہ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ (الماعون:3)۔ پس وہی ہے جو یتیم کو دھتکارتا ہے۔ اس آیت میں ایسے بے دینوں کا ذکر ہے، جن کی علاوہ اور نشانیوں کے ایک بہت بڑی نشانی یہ ہے کہ وہ یتیم کو دھتکارتے ہیں۔ پس یہ بھی ایک ایسی برائی ہے جس کا یہاں ذکر کیا گیا ہے کہ یہ معاشرہ کی گراوٹ اور بربادی کی علامت ہے۔ پس اعلیٰ معاشرے کے قیام کے لئے اس بُرائی کو دور کرنے کی بہت کوشش ہونی چاہئے۔ کیونکہ یتیموں کے حقوق کی ادائیگی نہ کرنے سے جماعت میں سے قربانی کا مادہ ختم ہو جاتا ہے۔ اور جو یتیم ہیں اگر ان کے حقوق کی ادائیگی نہ کی جائے تو ان کی ترقی میں روک بن جاتا ہے۔ انہیں آگے بڑھنے سے محروم کر دیتا ہے۔ اور اگر اس کا صحیح طور پر سدّ باب نہ کیا جائے تو امیر غریب کے فاصلے بڑھنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور پھر پُر امن معاشرے کی بجائے فسادی معاشرہ جنم لینا شروع کر دیتا ہے۔ جبکہ خدا تعالیٰ کو انسانوں کے حقوق کی ادائیگی نہ صرف پسند ہے بلکہ ایک مومن کے لئے فرض قرار دی گئی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی رضا چاہنے والے ہیں ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ پھر یتیموں کی کس طرح پرورش کرتے ہیں؟ فرمایا۔ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا (الدھر:9)۔ وہ کھانے کو اس کی چاہت کے ہوتے ہوئے مسکینوں، اور یتیموں اور اسیروں کو کھلاتے ہیں۔ پس یہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے قربانی کرتے ہیں۔ معاشرے کے محروم طبقہ کے کھانے کا انتظام کرتے ہیں۔ اور کھانے کا انتظام کیا ہے؟ ان کی تربیت اور پرورش کا انتظام، تعلیم کا انتظام اور باوجود اس کے کہ وہ خود ضرورتمند ہوتے ہیں یا بہتر مالی حالت کی خواہش رکھتے ہیں اور گو کہ مناسب گزارہ ہو رہا ہوتا ہے مگر اتنے اچھے حالات نہیں ہوتے۔ لیکن وہ قربانی کرتے ہوئے یتیموں کا حق ادا کرتے ہیں۔ پس ''چاہت ہوتے ہوئے'' کے جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں ان سے یہ بتا دیا کہ وہ اپنا بچا کھچا ہوا نہیں دیتے بلکہ وہ چیز دیتے ہیں جو ان کی چاہت ہے، جو ان کی پسندیدہ چیز ہے۔ یہ اصل قربانی ہے کہ اپنی پسندیدہ چیز قربان کی جائے تا کہ معاشرے کا محروم طبقہ اس محرومیت سے نکل کر برابری کے درجہ پر آ جائے اور اس کو بھی آگے بڑھنے کے مواقع فراہم ہو جائیں۔ پس یہ وہ خوبصورت معاشرہ ہے جس کے قیام کے لئے اللہ تعالیٰ ہمیں تلقین اور ہدایت فرماتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس پر بہت زور دیا کرتے تھے۔ ایک حدیث مَیں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ اسی طرح کی، اس سے ملتی جلتی دو اور حدیثیں مَیں پیش کرتا ہوں جو یتیم کی پرورش کرنے والے کے مقام کا پتہ دیتی ہیں۔

ایک روایت حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے تین یتیموں کی کفالت کی وہ اس شخص کی طرح ہو گا جو قائم باللیل اور صائم النہار ہو اور اس نے صبح شام اللہ تعالیٰ کی راہ میں تلوار سونتے ہوئے گزاری ہو۔ مَیں اور وہ دونوں جنت میں دو بھائیوں کی طرح ہوں گے۔ جیسے یہ دو انگلیاں ہیں۔ اور آپ نے اپنی شہادت والی انگلی اور درمیانی انگلی کو باہم ملایا۔

(سنن ابن ماجه ـ کتاب الأدب ـ باب حق اليتيم)

پس جو یتیم کی کفالت کرنے والے ہیں ان کا مقام ایسا ہی ہے جیسے وہ راتوں کو اٹھ کر تہجد پڑھنے والے ہیں اور روزے رکھنے والے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں۔

پھر مالک بن حارث اپنے خاندان کے ایک شخص کی روایت بیان کرتے ہیں کہ اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص مسلمان والدین کے یتیم بچے کو اپنے کھانے پینے میں باقاعدہ طور پر شامل کر لیتا ہے یہاں تک کہ وہ امداد کا محتاج نہ رہے تو اس کے لئے جنت یقینی ہے۔

(مسند احمد بن حنبل ـ جلد 4 صفحه 344 مطبوعه بيروت)

یہ حقیقی پرورش ہے کہ اپنے جیسا کھانا پلانا، ضرورت کا خیال رکھنا اور اسے اس مقام تک پہنچانا جہاں سے وہ خود اپنی ترقی کے راستے تلاش کرتا چلا جائے۔ یعنی معاشرے کا بہترین حصہ بن جائے۔ تو پھر اس شخص کو اللہ تعالیٰ کے رسول کی طرف سے یہ خوشخبری ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں جنت کی خوشخبری دیتا ہے۔ ایک دوسری روایت میں آتا ہے سوائے کسی ایسے گناہ کے جو بخشا نہ جائے۔ اور سب سے بڑا گناہ تو شرک ہے۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ یتیموں کی پرورش کرنے والے کو بہت جزا دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں بھی یتیموں کی پرورش کا خیال رکھا جاتا ہے۔ افریقہ اور بعض اَور ممالک میں جماعت احمدی یتیم بچوں کے علاوہ غیر از جماعت اور عیسائیوں کے بچوں کا بھی خرچ برداشت کرتی ہے۔ لیکن اس وقت مَیں پاکستان کے حوالے سے یتامیٰ کی خبر گیری کی جو تحریک ہے اس کا اِعادہ کرنا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے پاکستان میں یکصد یتامیٰ کمیٹی کام کر رہی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 1989ء میں جوبلی سال میں شکرانے کے طور پر یہ تحریک فرمائی تھی کہ ہم سو یتیموں کا خیال رکھیں گے۔ اب اس کے کام میں بہت وسعت پیدا ہو چکی ہے۔ پہلے تو سو (100) یتیم ہوسٹل میں رکھنے تھے لیکن ان کے عزیزوں اور رشتے داروں نے (جو ضرورت مند تھے) یہی کہا کہ ہم انہیں اپنے پاس رکھیں گے جماعت ان کے اخراجات پورے کر دے۔ تو بہر حال وہ تعداد اب سو سے بہت بڑھ چکی ہے۔ اور اس کام میں بڑی وسعت پیدا ہو چکی ہے۔

یتیموں کے خبر گیری کے الٰہی احکامات اور احادیث ہم نے سنیں۔ ان سے اس کی اہمیت کا اندازہ بھی لگ گیا کہ یہ کتنا اہم کام ہے اور جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اس کام میں وسعت پیدا ہو چکی ہے۔ اس وقت تک پاکستان میں بجائے 100 کے 500 خاندان کے دو ہزار سات سو یتیم ہیں جو اس کمیٹی کے زیرِ کفالت ہیں۔ اور ان پر ماہوار پچیس تیس لاکھ روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ اور یہ خرچ بڑی احتیاط سے کیا جاتا ہے۔ یہ نہیں کہ ضائع کیا جا رہا ہے۔ اس میں کھانے پینے کے اخراجات ہیں۔ ان کی تعلیم و تربیت کے اخراجات ہیں۔ پھر علاج معالجہ کے اخراجات ہیں۔ پھر جو بچیاں جوان ہوتی ہیں ان کی شادیوں کے اخراجات بھی اسی میں سے کئے جاتے ہیں۔ پھر بعض ایسے بھی ہیں کہ انہوں نے مکان وغیرہ بنائے لیکن اس کو maintain کرنے کے، مرمت کرنے کے پیسے ان کے پاس نہیں ہوتے تو وہ بھی دیئے جاتے ہیں۔ بہر حال ایک وسیع خرچ ہے۔ اور اس فنڈ میں وہاں شدت سے اضافہ کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ صدر صاحب یتامیٰ کمیٹی ڈھکے چھپے الفاظ میں توجہ دلاتے رہتے ہیں۔ واضح طور پر تو انہوں نے کبھی نہیں کہا۔ لیکن دعا کے لئے کہتے ہوئے پتہ چل رہا ہوتا ہے۔

اس لئے مَیں آج تمام ان پاکستانی احمدیوں کو جو امریکہ، کینیڈا اور یورپ یا انگلستان میں رہتے ہیں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ اس تحریک میں حصہ لیں اور اس سے بڑی خوش قسمتی ایک مومن کے لئے اور کیا ہو سکتی ہے کہ اُسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جگہ ملے۔ مَیں نے ایک اندازہ لگایا تھا کہ اگر انگلستان، یورپ، امریکہ اور کینیڈا کے احمدی گھر کے افراد کے حساب سے فی کس سات سے دس پاؤنڈ سالانہ بھی دیں۔ ماہانہ نہیں، سالانہ دس پاؤنڈ بھی دیں تو پاکستان میں ان یتامیٰ کا ایک بڑا بوجھ سنبھال سکتے ہیں جن کی کفالت یتامیٰ کمیٹی کر رہی ہے۔ یہاں رہنے والوں کے لیے تو سال میں دس پاؤنڈ ایک معمولی رقم ہے۔ لیکن اگر گھر کا ہر فرد دینے والا ہو اور جو مخیّر حضرات ہیں وہ اس سے زیادہ بھی دے سکتے ہیں تو یہ دس پاؤنڈ کئی یتیموں کے روشن مستقبل میں بڑا کردار ادا کر سکتے ہیں۔ عموماً وہاں جو مختلف ضروریات کے تحت یتیموں کی مدد کی جاتی ہے اس میں بچپن سے لے کر بڑے ہونے تک ایک ہزار سے تین ہزار تک ماہوار خرچ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے اخراجات ہیں۔ اسی طرح پاکستان کے جو مخیّر احمدی حضرات ہیں، صاحبِ حیثیت ہیں، ان کو بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ یتیموں کے فنڈ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ ''اپنے لئے چاہتے ہوئے بھی وہ خرچ کرتے ہیں'' اس کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھیں۔ باقی جو پاکستانی احمدیوں کے علاوہ احمدی ہیں ان کو مَیں حصہ لینے سے روک نہیں رہا۔ وہ بھی بے شک حصہ لیں۔ اگر ایسی رقمیں آتی ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ان کی رقوم میں سے افریقہ کے بعض غریب ملکوں میں یا قادیان میں خرچ ہو سکتا ہے لیکن پاکستانیوں کو تو خاص طور پر پاکستان کے یتیموں کے لئے تحریک کر رہا ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم معاشرے کے اس کمزور طبقہ کا حتی الوسع حق ادا کرنے والے بنیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنیں۔ ◉◉◉

اعتذار و تصحیح

الفضل انٹرنیشنل جلد 17 شمارہ نمبر 9 (26 فروری 2010ء) کے صفحہ 2 پر دوسرے کالم میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم فارسی کلام شائع ہوا ہے۔ اس میں سطر نمبر 16 پر غلطی سے پہلے مصرعہ کے ساتھ اگلے شعر کا دوسرا مصرعہ طبع ہو گیا ہے۔ جس کے لئے ادارہ معذرت خواہ ہے۔ اصل شعر یوں ہیں۔

دگر استاد را نامے ندانم   کہ خواندم در دبستان محمدؐ
بہ دیگر دلبرے کارے ندارم   کہ ہستم کشتۂ آن محمدؐ

قارئین کرام یہ درستی نوٹ فرمالیں۔ ________ (ادارہ)

خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے زیر ہدایت
مختلف زبانوں میں
تراجم قرآن کریم کی اشاعت

(نصیر احمد قمر۔ ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن)

گریک (Greek) زبان میں ترجمہ قرآن مجید

گریک (Greek) یعنی یونانی زبان انڈو یوروپین زبانوں میں سے ایک قدیم زبان ہے۔ یہ یونان (Greece) اور سائپرس (Cyprus) کی آفیشل زبان ہے۔ دنیا بھر میں قریباً تیرہ ملین افراد یہ زبان بولتے ہیں۔

گریک زبان میں مکمل قرآن مجید کا ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے عہد خلافت میں جماعت احمدیہ کی صدسالہ جوبلی کے سال 1989ء میں طبع ہوا۔ یہ ترجمہ کرنے کی سعادت پہلی گریک احمدی خاتون مکرمہ عالیہ خان رحمان صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر حامد عزیز الرحمان صاحب آف امریکہ کو حاصل ہوئی۔

مکرمہ عالیہ صاحبہ کا نام ALEXNDRA PETRIDOU تھا اور گریک آرتھوڈکس (Greek Arthodox) چرچ سے تعلق رکھتی تھیں۔ آپ کہتی ہیں کہ 1984ء میں میرے پہلے خاوند کی وفات ہوئی۔ ان کی وفات کے بعد میں تین ہفتے کے لئے انگلینڈ میں تھی اور میرا قیام ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب (مرحوم) اور مکرمہ سلمیٰ سعید خان صاحبہ کے ہاں تھا۔ ان کے گھر میں اکثر تبلیغی مجالس ہوتی رہتی تھیں۔ انہی دنوں میں میں نے کتاب ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' پڑھی۔ اللہ تعالیٰ نے شرح صدر عطا فرمایا اور مکرمہ سلمیٰ سعید خان صاحبہ کی تحریک پر احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ نے ان ایام میں خوابوں کے ذریعہ بھی میری رہنمائی فرمائی۔ بیعت قبول کرنے کے بعد جولائی 1984ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے بہت خوشی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ:

"My Prayers have been answered. I wanted to have Greek Ahmadies"

اسی طرح حضور نے فرمایا کہ میں پہلی گریک احمدی خاتون ہوں۔ پھر حضور نے گریک زبان میں احمدیہ لٹریچر کی ضرورت اور انگریزی سے گریک میں ترجمہ کے بارہ میں گفتگو فرمائی۔ 1985ء میں جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر حضور سے ملاقات ہوئی تو حضور نے منتخب آیات قرآن مجید، منتخب احادیث نبوی اور منتخب تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام، اسلامی اصول کی فلاسفی اور بعض دیگر کتب کے گریک میں ترجمہ کے لئے ارشاد فرمایا۔ چنانچہ مجھے حسب ذیل کتب کے گریک ترجمہ کی توفیق ملی۔

1- The Holy Quran
2. The Philosophy of the teachings of Islam
3- Selected Verses of the Holy Quran.
4- Selected Sayings of the Holy Prophet.
5- Selected writings of the Promised Messiah.
6- Distinctive Features of Islam
7- Introduction to the study of the Holy Quran

1987ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے گریک (Greek) زبان میں مکمل قرآن مجید کا ترجمہ کرنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ حضور کی ہدایت کے مطابق یہ ترجمہ مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ کے انگریزی ترجمہ کو سامنے رکھ کر کیا گیا۔ یہ ایک بہت اہم اور بڑی ذمہ داری کا کام تھا۔ ترجمہ کا کام تو میں نے کیا لیکن اس کی نظر ثانی اور زبان کے معیار کو بہتر بنانے کے لئے یونان میں مقیم گریک ترجمہ کے کام کی ایک ماہر خاتون Loris Arntz کی خدمات حاصل کی گئیں۔ اس کی کمپوزنگ وغیرہ کا کام امریکہ میں ہی ہوا۔ مختلف آیات کے ترجمہ کو پوری طرح سمجھنے کے سلسلہ میں میرے خاوند ڈاکٹر حامد عزیز الرحمان صاحب بھی حضرت ملک غلام فرید صاحب کے انگریزی ترجمہ اور تفسیر صغیر کو سامنے رکھ کر میری مدد کرتے رہے۔ ترجمہ کا یہ سارا کام قریباً دو سال کے عرصہ میں مکمل ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی اجازت سے 1080 صفحات پر مشتمل یہ ترجمہ قرآن امریکہ میں طبع ہوا۔ ترجمہ کے ساتھ قرآن مجید کا عربی متن بھی درج ہے۔

اسی طرح آخر پر مضامین کا ایک انڈیکس بھی شامل ہے۔ اس ترجمہ اور اس کی طباعت کے سلسلہ میں تمام اخراجات ادا کرنے کی سعادت مکرمہ عالیہ خان رحمان صاحبہ کے شوہر مکرم ڈاکٹر حامد عزیز الرحمان صاحب کو حاصل ہوئی۔

☆☆☆☆☆☆

بقیہ: جماعت احمدیہ کا مبارک آغاز اور شاندار مستقبل
از صفحہ 2

سعادت حضرت صغریٰ بیگمؓ نے پائی جو حضرت مولانا نورالدینؓ کی اہلیہ اور حضرت صوفی احمد جانؓ کی صاحبزادی تھیں۔ بیعت کی تقریب کے بعد جملہ حاضر احباب نے حضرت اقدس کے ساتھ آپ کے دسترخوان پر کھانا کھایا اور بعدازاں نماز ادا کی گئی۔

یہ ہے بہت مختصر اور اجمالی ذکر اس عظیم الشان اور یادگار دن کا جب جماعت احمدیہ کی باقاعدہ بنیاد رکھی گئی۔ یہ دراصل ابتدا تھی ایک عظیم الشان روحانی عالمگیر انقلاب کی جو ازل سے اللہ تعالیٰ کی غالب تقدیر کا ایک حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ ازلی تقدیر دن بدن روشن تر اور کل دنیا پر محیط ہوتی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت خاتم الانبیا محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلام اور عاشق صادق حضرت مسیح موعود کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی ترقی، عظمت، شوکت اور عالمگیر غلبہ کے متعلق جو جو بشارتیں عطا فرمائیں وہ ایک ایک کر کے پوری ہورہی ہیں اور مومنین کے دلوں کو یقین محکم عطا کررہی ہیں کہ احمدیت کے ذریعہ غلبۂ اسلام کی تقدیر ضرور پوری ہوکر رہے گی اور دنیا کی کوئی طاقت بلکہ دنیا کی ساری طاقتیں مل کر بھی اس خدائی تقدیر کا راستہ ہرگز روک نہیں سکتیں!

جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اذن الٰہی سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بنیاد رکھی اس زمانہ میں ابتداءً آپ بالکل اکیلے تھے۔ کوئی دنیاوی مددگار اور ہمنوا نہ تھا۔ ہاں زمین وآسمان کا خالق، قادر و توانا خدا جس نے آپ کو بھیجا تھا وہ ہمیشہ آپ کے ساتھ تھا۔ آپ نے فرمایا:

''میرے پر ایسی رات کوئی کم گزرتی ہے جس میں مجھے یہ تسلی نہیں دی جاتی کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور میری آسمانی فوجیں تیرے ساتھ ہیں''

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن جلد17 صفحہ49)

پھر اسی علام الغیوب خدا سے خبر پاکر آپ نے یہ بھی اعلان فرمایا:

''خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا منہ بند کردیں گے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا...... خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دونگا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔''

(تجلیات الٰہیہ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ ۴۰۹)

پھر آپ نے بڑے جلال اور تحدی سے الٰہی وعدوں اور خدائی نصرتوں پر کامل یقین رکھتے ہوئے علی الاعلان فرمایا:

''دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا۔ یہ باتیں انسان کی باتیں نہیں۔ یہ اس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں''۔

(تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 182)

یہ ساری بشارتیں جن کا مرکزی نقطہ تائید و نصرت الٰہی ہے بڑی شان سے دن رات پوری ہورہی ہیں۔ ہر آنے والا دن احمدیت کی روز افزوں ترقی کا آئینہ دار ہے۔ اسلام کے عالمگیر غلبہ کے آثار روشن سے روشن تر ہوتے جارہے ہیں۔ فتح اسلام کا دلربا نقشہ ہماری نظروں کے سامنے روز بروز کھلتا چلا جارہا ہے۔ کاروان احمدیت جس کا آغاز صرف چالیس افراد سے ہوا، آج اس کی تعداد کروڑ ہا تک جا پہنچی ہے اور ہر سال لاکھوں کی تعداد میں بڑھ رہی ہے۔ دنیا کا کوئی معروف ملک نہیں جہاں یہ شجر احمدیت نہ لگ چکا ہو۔ شجرۂ طیبہ کی طرح اس کی جڑیں اکناف عالم میں خوب مضبوطی سے پیوست ہیں۔ جبکہ اس کی شاخیں شش جہات میں سایہ فگن ہیں۔ ہر قوم اس چشمہ سے پانی پی رہی ہے اور رنگ ونسل کی تمیز سے بے نیاز، شجر احمدیت کی گھنی چھاؤں تلے شانہ بشانہ خدمت اسلام میں مصروف ہے۔ ساری دنیا میں قرآن مجید اور اسلامی لٹریچر کی اشاعت میں جماعت احمدیہ ایک امتیازی مقام رکھتی ہے۔ تعلیم اور طبی خدمات کے میدانوں میں بے لوث خدمت انسانیت کرنے والی اس جماعت کی خدمات کا برملا اعتراف کیا جاتا ہے۔ اکناف عالم میں ہزاروں مساجد کی تعمیر کا اعزاز اس جماعت کو حاصل ہے۔ مسلم ٹیلیویژن احمدیہ انٹرنیشنل کے ذریعہ دنیا کے کونے کونے میں اسلام کا پیغام پہنچانے کی خوش بختی اور سعادت بھی اس جماعت کو حاصل ہے۔ اس طرح یہ بشارت الٰہی کہ ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' دن رات پوری ہو رہی ہے۔ مسیح پاک علیہ السلام کے کپڑوں سے بادشاہوں کے برکت پانے کا نشان بارہا پورا ہو چکا ہے۔ گیمبیا، نائیجیریا اور بینن کے متعدد بادشاہ اور حکمران یہ سعادت حاصل کرچکے ہیں۔ علم اور معرفت میں کمال حاصل کرنے کے میدان میں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحبؓ، پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب اور صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کی امتیازی خدمات اپنی مثال آپ ہیں۔ تائید و نصرت الٰہی کے نشانوں کا کوئی شمار نہیں۔ حق یہ ہے کہ ہر دن احمدیت کی ترقی کا پیغام لے کر طلوع ہوتا ہے اور عالم احمدیت پر سورج کبھی غروب نہیں ہوتا۔ جماعت احمدیہ کے شاندار مستقبل کے بارہ میں سیدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام نے کس تحدی اور جلال کے ساتھ فرمایا:

''اے تمام لوگو! سن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کی رُو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔...... میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے''۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد20 صفحہ66)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت مصلح موعودؓ کے بیان فرمودہ

ایمان افروز واقعات

(مرتبہ: حبیب الرحمن زیروی۔ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے نشانات

’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ میری صداقت کے خدا تعالیٰ نے لاکھوں نشانات دکھلائے ہیں یہ بالکل درست ہے اور میں تو کہتا ہوں کہ آپ کی صداقت کے خدا تعالیٰ نے اس قدر نشانات دکھلائے ہیں کہ جن کا شمار بھی نہیں ہوسکتا۔ مگر کن کے لئے؟ انہیں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں۔ اگر کوئی شخص آپ کی صداقت کے نشانات دیکھنے کے لئے یہاں آئے تو یہ جس قدر بھی عمارتیں سامنے نظر آ رہی ہیں (مسجد اقصیٰ میں کھڑے ہوکر) ان میں سے چند ایک کو چھوڑ کر باقی سب آپ کے نشان ہیں۔ پھر احمدیہ بازار سے آگے کے جس قدر مکانات بنے ہیں ان کے لئے جو زمین تیار کی گئی تھی اس میں ڈالا ہوا مٹی کا ایک ایک بورا نشان ہے۔ یہاں اتنا بڑا گڑھا تھا کہ ہاتھی غرق ہو سکتا تھا۔ پھر قادیان سے باہر شمال کی طرف نکل جائیں وہاں جو اونچی اور بلند عمارتیں نظر آئیں گی ان کی ہر ایک اینٹ اور چونے کا ایک ایک ذرہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا نشان ہے۔ پھر قادیان میں چلتے پھرتے جس قدر انسان نظر آتے ہیں خواہ وہ ہندو ہیں یا سکھ یا غیر احمدی ہیں یا احمدی سب کے سب آپ ہی کی صداقت کے نشان ہیں۔ احمدی تو اس لئے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو دیکھ کر اپنے گھر بار چھوڑ کر یہاں کے ہو رہے ہیں اور غیر احمدی اور دوسرے مذاہب والے اس لئے کہ ان کی طرز رہائش لباس وغیرہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ سے پہلے وہ نہ تھے جو اب ہیں۔ ان کی پگڑی، ان کا کرتہ، ان کا پاجامہ، ان کی عمارتیں، ان کا مال، ان کی دولت وہ نہ تھی جو اَب ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کرنے پر لوگ آپ کے پاس آئے اور ان لوگوں نے بھی فائدہ اٹھالیا اور لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ کی وجہ سے ان کو بھی نعمت مل گئی۔ تو یہ سب آپ کی صداقت کے نشانات ہیں۔ دور جانے کی ضرورت نہیں اسی مسجد کی یہ عمارت، یہ لکڑی، یہ کھمبا سب نشان ہیں کیونکہ یہ پہلے نہیں تھے۔ جب حضرت مسیح موعودؑ نے دعویٰ کیا تو پھر بنے۔ پس لاکھوں نشانات تو یہاں ہی مل سکتے ہیں۔

قائم شدہ 1952

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز ربوہ

ریلوے روڈ 6214750 6214760

اقصیٰ روڈ 6212515 6215455

پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران

Mobile: 0300-7703500

پھر سالانہ جلسہ پر جس قدر لوگ آتے ہیں ان میں سے ہر ایک آنے والا ایک نشان ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ ہر سال ظاہر کرتا ہے اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا کرتا رہے گا۔

تو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے نشانات کا یہ بہت کم اندازہ لگایا ہے کہ وہ لاکھوں ہیں۔ مَیں تو کہتا ہوں کہ وہ اس قدر ہیں کہ کوئی انسانی طاقت ان کو گن ہی نہیں سکتی صرف خدا تعالیٰ ہی کے اندازہ میں آ سکتے ہیں۔ لیکن جہاں یہ نشانات ہمارے لئے تقویت ایمان کا موجب ہوتے ہیں وہاں اس آیت کے ماتحت یہ بھی بتاتے ہیں کہ اوّل ہر ایک آنے والا انسان آنکھیں کھول کر دیکھے کہ یہاں کس قدر نشانات ہیں اور پھر وہ خود بھی ایک نشان ہے‘‘۔

(خطبات محمود جلد نمبر 5 صفحہ 357تا354)

❁❁❁❁❁❁

قادیان کی ترقی۔ عظیم الشان نشان

’’ایسے نشان ہزاروں ہیں اور ایسی شہادتیں بے انداز ہیں جن سے یہ قسم ایمان کی پیدا ہوتی ہے۔ ان میں سے اس وقت میں ایک کی طرف توجہ دلاتا ہوں اور وہ یَأْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ اور یَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ یعنی اور دور دور سے لوگ تیرے پاس آئیں گے دور دور سے تیرے پاس تحائف لائے جائیں گے اور ایسے ایسے سامان کئے جائیں گے جن سے مہمان نوازی کی جائے گی اور اس کثرت سے لوگ آئیں گے کہ وہ راستے گھس جائیں گے جن راستوں سے وہ آئیں گے۔

یہ ایک عظیم الشان نشان ہے۔ اس عظیم الشان نشان کی خدا تعالیٰ نے خبر دی۔ اس حالت کے دیکھنے والے اب بھی زندہ موجود ہیں۔ میری عمر تو چھوٹی تھی لیکن وہ نظارہ ڈھاب بھی یاد ہے جہاں اب مدرسہ ہے وہاں ڈھاب ہوتی تھی اور میلے کے ڈھیر لگے ہوتے تھے اور مدرسہ کی جگہ لوگ دن کو نہیں جایا کرتے تھے کہ یہ آسیب زدہ جگہ ہے۔ اول تو کوئی وہاں جاتا نہیں تھا اور جو جاتا بھی تو اکیلا کوئی نہ جاتا بلکہ دو تین مل کر جاتے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ یہاں جانے سے جن چڑھ جاتا ہے۔ جن چڑھتا یا نہیں۔ بہر حال یہ ویران جگہ تھی اور یہ ظاہر ہے کہ ویران جگہوں کے متعلق ہی لوگوں کا خیال ایسا ہوتا ہے کہ وہاں جانے سے جن چڑھ جاتا ہے۔ پھر یہ میرے تجربے سے تو باہر تھا لیکن بہت سے آدمی بیان کرتے ہیں کہ قادیان کی یہ حالت تھی کہ دو تین روپے کا آٹا بھی یہاں سے نہیں ملتا تھا۔ آخر گاؤں تھا زمیندار طرز کی رہائش تھی اپنی اپنی ضرورت کے لئے لوگ خود ہی پیس لیا کرتے تھے۔ یہ تو ہمیں بھی یاد ہے کہ ہمیں جب کسی چیز کی ضرورت پڑتی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی آدمی کو لاہور یا امرتسر بھیجا کرتے تھے۔ پھر آدمیوں کا یہ حال تھا کہ کوئی ادھر آتا نہ تھا۔ برات وغیرہ پر کوئی مہمان اس گاؤں میں آ جائے تو آ جائے لیکن عام طور پر کوئی آتا جاتا نہ تھا۔ مجھے وہ دن بھی یاد ہیں کہ میں چھوٹا تھا حضرت صاحب مجھے بھی ساتھ لے جاتے مجھے یاد ہے برسات کا موسم تھا ایک چھوٹے سے گڑھے میں پانی کھڑا تھا میں پھلانگ نہ سکا تو مجھے خود اٹھا کے آگے کیا گیا۔ پھر کبھی شیخ حامد علی صاحب اور کبھی حضرت صاحب خود مجھے اٹھا لیتے۔ اس وقت نہ تو مہمان تھا اور نہ یہ مکان تھے کوئی ترقی نہ تھی مگر ایک رنگ میں یہ بھی ترقی کا زمانہ تھا کیونکہ اس وقت حافظ حامد علی صاحب آ چکے تھے۔ اس سے بھی پہلے جب کہ قادیان میں کبھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کوئی شخص نہ جانتا تھا خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ کیا کہ تیرے پاس دور دور سے لوگ آئیں گے اور دور دور سے تحائف لائے جائیں گے۔ اس وقت کی حالت کا اندازہ لگاتے ہوئے خدا تعالیٰ کے اس وعدہ کو ان الفاظ میں بیان کیا جا سکتا ہے۔ اے وہ شخص جس کو کہ اس کے محلے کے لوگ بھی نہیں جانتے، جس کو اس کے شہر سے باہر دوسرے شہروں کے انسان نہیں جانتے، جس کی گمنامی کی حالت سے لوگوں کو یہی خیال تھا کہ مرزا غلام قادر صاحب ہی اپنے باپ کے بیٹے ہیں میں تجھ جیسے کو عزت دوں گا، دنیا میں مشہور کروں گا، عزت چل کر پاس آئے گی۔ میں نے حضرت مسیح موعودؑ سے خود سنا آپ فرماتے تھے کہ اگر غور کر کے دیکھا جائے تو کافر بھی رحمت ہوتے ہیں۔ اگر ابو جہل نہ ہوتا تو اتنا قرآن کہاں اترتا۔ اگر سارے حضرت ابو بکرؓ ہی ہوتے تو صرف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہی نازل ہوتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ہو جاتے ہیں ان کو ہر چیز میں بھلائی نظر آتی ہے۔ ایک دفعہ لاہور میں ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو زور سے دھکا دیکر گرا دیا۔ دوسرے دوست ناراض ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ اس نے مجھے جھوٹا سمجھ کر دھکا دیا ہے۔ اگر وہ سچا سمجھتا تو کیوں ایسا کرتا۔ اس نے تو اپنے خیال میں نیک کام کیا اور حق کی حمایت کی ہے‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 22 اکتوبر 1926ء خطبات محمود جلد نمبر 10 صفحہ 247)

❁❁❁❁❁❁

وہ صاحب شکوہ وعظمت ہوگا

’’سینکڑوں پیشگوئیاں ہیں جو بعد میں پوری ہوئیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا بین ثبوت بنیں۔ مثلاً میرے متعلق ہی آپ کی یہ پیشگوئی تھی کہ وہ صاحب شکوہ اور عظمت و دولت ہوگا۔ اب آپ لوگ دیکھ لیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی زندگی میں آپ کی کس قدر جائیداد تھی۔ آپ نے مخالفین کو انعامی چیلنج کرتے ہوئے لکھا کہ میں اپنی جائیداد جو دس ہزار روپیہ مالیت کی ہے پیش کرتا ہوں گویا اس وقت آپ کی جائیداد صرف دس ہزار روپیہ کی تھی لیکن اب لاکھوں روپے کی ہو چکی ہے۔ یہ دولت کہاں سے آئی ہے۔ یہ سب خدا تعالیٰ کا فضل ہے ورنہ مجھے یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد جب نانا جان نے ہماری زمینوں سے تعلق رکھنے والے کاغذات واپس کئے تو میں اپنے آپ کو اتنا بے بس محسوس کرتا تھا کہ میں حیران تھا کہ کیا کروں۔ اتفاق سے شیخ نور احمد صاحب میرے پاس آئے اور کہنے لگے مجھے معلوم ہؤا ہے کہ آپ کو ایک ملازم کی ضرورت ہے آپ مجھے رکھ لیں۔ میں نے کہا میں تنخواہ کہاں سے دوں گا۔ میرے پاس تو نہ کوئی رقم ہے جس سے تنخواہ دے سکوں اور نہ جائیداد سے اتنی آمد کی توقع ہے۔ انہوں نے کہا آپ جو چھوٹی سے چھوٹی تنخواہ دینا چاہیں وہ دے دیں اور پھر انہوں نے خود ہی کہہ دیا کہ آپ مجھے دس روپے ماہوار دے دیں۔ چنانچہ میں نے انہیں ملازم رکھ لیا اور خیال کیا کہ چلو اس قدر تو آمد ہو ہی جائے گی لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل کیا کہ جوں جوں شہر ترقی کرتا گیا اس جائیداد کی قیمت بھی بڑھتی چلی گئی۔ جب قرآن کریم کے پہلے ترجمہ کے چھپوانے کا سوال پیدا ہؤا تو میں نے چاہا کہ اس ترجمہ کی اشاعت کا سارا خرچ ہمارا خاندان ہی برداشت کرے۔ مَیں نے اس وقت شیخ نور احمد صاحب کو بلوایا اور ان سے کہا کہ اس وقت مجھے دو ہزار روپے کی ضرورت ہے کیا اس قدر روپیہ مہیا ہو سکے گا۔ انہوں نے کہا آپ زمین کا کچھ حصہ مکانات کے لئے فروخت کرنے کی اجازت دے دیں تو پھر جتنا چاہیں روپیہ آ جائے گا۔ چنانچہ میں نے کچھ زمین فروخت کرنے کی اجازت دے دی یہ زمین 50 کنال کے قریب تھی اور اس جگہ واقع تھی جہاں بعد میں محلّہ دارالفضل آباد ہؤا۔ تھوڑی دیر کے بعد شیخ صاحب واپس آئے اور ان کے ہاتھ میں روپوں کی ایک تھیلی تھی۔ انہوں نے کہا یہ دو ہزار روپیہ ہے اور اگر آپ کو دس ہزار کی بھی ضرورت ہو تو وہ بھی مل سکتا ہے۔ میں نے کہا اس وقت مجھے اتنے ہی روپیہ کی ضرورت تھی زیادہ کی ضرورت نہیں چنانچہ اس طرح محلّہ دارالفضل کی بنیاد پڑی اور وہ روپیہ اشاعت قرآن میں دے دیا گیا‘‘۔

(خطبات محمود جلد سوم صفحہ 621-620)

❁❁❁❁❁❁

جماعتی ترقیات کی پیشگوئی

’’1905ء میں جب زلزلہ آیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ عرصہ کے لئے باغ میں تشریف لے گئے تو مجھے خوب یاد ہے ایک دن آپ باہر سے آئے تو اللہ تعالیٰ کی بڑی حمد و ثنا کر رہے تھے۔ اس وقت آپ نے حضرت اماں جان کو بلایا اور فرمایا یہ گٹھڑی لے لو اور دیکھو اس میں کتنی رقم ہے۔ حضرت ام المومنین نے کمرہ سے باہر نکل کر بتایا کہ اس کپڑے میں چار سو یا پانچ سو کی رقم ہے۔ آپ نے فرمایا آج ہی لنگر والے آٹے کے لئے روپیہ مانگ رہے تھے اور میرے پاس کوئی روپیہ نہیں تھا اور میں حیران تھا کہ اس کا کیا انتظام ہوگا۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک غریب آدمی جس نے میلے سے کپڑے پہنے ہوئے تھے آیا اور اس نے یہ گٹھڑی مجھے دے دی۔ مَیں نے سمجھا کہ اس میں پیسے ہی ہوں گے لیکن اب معلوم ہوا کہ روپے تھے۔ اس پر آپ دیر تک اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے رہے کہ اس نے کیا فضل نازل فرمایا ہے۔ بیشک اِس وقت ہماری نگاہ میں چار سو روپیہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا لیکن اُس وقت ہم ان چیزوں کو دیکھتے تو ہمارا ایمان تازہ ہو جاتا اور اب ہمیں اس سے سینکڑوں گنا زیادہ روپیہ ملتا ہے اور وہ روپیہ ہمارے ایمانوں کو

بڑھاتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے مجھے اپنی عمر میں بعض غیر احمدیوں نے دو دو تین تین چار چار ہزار روپیہ نذرانہ کے طور پر دیا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں یہ حالت تھی کہ آپ کو چارسو روپیہ ملا تو سمجھا کہ شائد اس میں پیسے ہی ہوں گے ورنہ اتنا روپیہ کون دے سکتا ہے۔ آج اگر وہی زمانہ ہوتا تو وہ لوگ جو اس وقت افسوس کر رہے ہیں ان کو بھی قربانی کا موقع مل جاتا اور ہر شخص قربانی کر کے سمجھتا کہ مجھے خدا نے حضرت مسیح موعود کی خدمت کا موقعہ عطا فرما کر مجھ پر احسان فرمایا ہے۔ لیکن وہ زمانہ تو گزر گیا۔

اب پھر ایک دوسرا زمانہ آگیا ہے جس میں خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے دین کی خدمت کے زیادہ سے زیادہ مواقع پیدا کر رہا ہے۔ پھر یہ بجٹ پدم پر پہنچ جائے گا۔ کیونکہ دنیا کی ساری دولت احمدیت کے قدموں میں جمع ہو جائے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صاف طور پر لکھا ہے کہ مجھے فکر نہیں کہ روپیہ کہاں سے آئے گا۔ مجھے یہ فکر ہے کہ اس روپیہ کو دیانت داری کے ساتھ خرچ کرنے والے کہاں سے آئیں گے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصیت کا نظام جاری فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے اس میں ایسی برکت رکھ دی کہ باوجود اس کے کہ انجمن کے کام ایسے ہیں جو دلوں میں جوش پیدا کرنے والے نہیں پھر بھی صدر انجمن کا بجٹ تحریک جدید سے ہمیشہ بڑھا رہتا ہے۔ کیونکہ وصیت ان کے پاس ہے''۔

(الفضل 16/فتح 1333ہش صفحہ 4)

۞۞۞۞۞۞

جلسہ سالانہ کی برکات

''دنیا میں بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو ترقی کے شروع ہونے پر سُست ہو جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں اب جماعت بہت ہوگئی۔ ایسے لوگوں کو میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہر وہ شخص جس کیلئے جلسہ سالانہ کے موقع پر قادیان پہنچنا ممکن ہے اگر یہاں آنے میں کوتاہی کرتا ہے تو اس کا لازمی اثر اس کے ہمسایوں اور اس کی اولاد پر پڑے گا۔ میں نے دیکھا ہے جو دوست سال بھر میں ایک دفعہ بھی جلسہ سالانہ کے موقع پر قادیان آجاتے ہیں اور اپنے اہل وعیال کو ہمراہ لاتے ہیں ان کی اولادوں میں احمدیت قائم رہتی ہے اور گو ان بچوں کو احمدیت کی تعلیم سے ابھی واقفیت نہیں ہوتی مگر وہ اپنے والدین سے یہ ضرور کہتے رہتے ہیں کہ ابا! ہمیں قادیان کی سیر کیلئے لے چلو۔ اس طرح بچپن میں ہی ان کے قلوب میں احمدیت گھر کرنا شروع کر دیتی ہے اور آخر بڑے ہو کر وہ اپنی احمدیت کا شاندار نمونہ پیش کرنے پر قادر ہو جاتے ہیں۔

پھر بچوں کے ذہن کے لحاظ سے بھی جلسہ سالانہ کا اجتماع ان پر بڑا اثر کرتا ہے۔ بچہ ہمیشہ غیر معمولی چیزوں اور ہجوم سے متأثر ہوتا ہے۔ پس جلسہ سالانہ پر آکر وہ نہ صرف ایک مذہبی مظاہرہ دیکھتا ہے بلکہ اپنی طبیعت کی جِدت پسندی کے لحاظ سے بھی تسلی پاتا ہے اور یہ اجتماع اس کیلئے ایک دلچسپ اور یاد رکھنے والا نظارہ بن جاتا ہے۔ غرض جو باپ جلسہ پر آتے ہیں وہ اپنی اولاد کے دل میں بھی یہاں آنے کی تحریک پیدا کر دیتے ہیں اور کبھی نہ کبھی ان کے بچے کا اصرار بچے کو جلسہ پر لانے کا محرک ہو جاتا ہے۔ جس کے بعد دوسرا قدم وہ اُٹھتا ہے جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے۔ پس ان ایام میں قادیان آنا کسی ایسے بہانے یا عذر کی وجہ سے ترک کر دینا جسے توڑا جا سکتا ہو یا جس کا علاج کیا جا سکتا ہو، صرف ایک حکم کی نافرمانی ہی نہیں بلکہ اپنی اولاد پر بھی ظلم ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ ہماری جماعت میں ابھی مالدار لوگ داخل نہیں اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جلدی سے جانے کیلئے جو وسائلِ سفر ہیں وہ اتنا خرچ چاہتے ہیں کہ بیرونی ممالک کے احمدیوں کیلئے ان ایام میں قادیان پہنچنا مشکل ہے۔ لیکن اگر کسی زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے بڑے مالدار ہماری جماعت میں شامل ہو جائیں یا سفر کے جو اخراجات ہیں ان میں بہت کچھ کمی ہو جائے اور ہر قسم کی سہولت لوگوں کو میسر آجائے تو دنیا کے ہر گوشہ سے لوگ اس موقع پر آئیں گے۔

اگر کسی وقت امریکہ میں ہماری جماعت کے مالدار لوگ ہوں اور وہ آمد و رفت کیلئے روپیہ خرچ کر سکیں تو حج کے علاوہ ان کیلئے یہ امر بھی ضروری ہوگا کہ وہ اپنی عمر میں ایک دو دفعہ قادیان بھی جلسہ سالانہ کے موقع پر آئیں۔ کیونکہ یہاں علمی برکات میسر آتی ہیں اور مرکز کے فیوض سے لوگ بہرہ ور ہوتے ہیں اور میں تو یقین رکھتا ہوں کہ ایک دن آنے والا ہے جبکہ دور دراز ممالک کے لوگ یہاں آئیں گے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک رؤیا ہے جس میں آپ نے دیکھا کہ آپ ہوا میں تیر رہے ہیں اور فرماتے ہیں ''عیسیٰ تو پانی پر چلتے تھے اور میں ہوا پر تیر رہا ہوں اور میرے خدا کا فضل ان سے بڑھ کر مجھ پر ہے''۔ اس رؤیا کے ماتحت میں سمجھتا ہوں وہ زمانہ آنے والا ہے کہ جس طرح قادیان کے جلسہ پر کبھی یکّے سڑکوں کو گھسا دیتے تھے اور پھر موٹریں چل چل کر سڑکوں میں گڑھے ڈال دیتی تھیں اور اب ریل سواریوں کو کھینچ کھینچ کر قادیان لاتی ہے، اِسی طرح کسی زمانہ میں جلسہ کے ایام میں تھوڑے تھوڑے وقفہ پر یہ خبریں بھی ملا کریں گی کہ ابھی ابھی فلاں مُلک سے اتنے ہوائی جہاز آئے ہیں۔ یہ باتیں دنیا کی نظروں میں عجیب ہیں مگر خدا تعالیٰ کی نظر میں عجیب نہیں''۔

(خطبات محمود جلد18صفحہ616-617)

۞۞۞۞۞۞

جماعت احمدیہ کے غلبہ کی پیشگوئی

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ مجھے خدا نے بتایا ہے کہ تین سَو سال کے عرصہ میں ہماری جماعت ترقی کرتے کرتے ایک ایسے مقام پر پہنچ جائے گی کہ دنیا کے تمام مذاہب پر غالب آجائے گی اور وہ اقوام جو احمدیت میں شامل نہیں ہوں گی وہ ایسی ہی بے حیثیت رہ جائیں گی جیسے اچھوت اقوام اِس وقت بے دست و پا اور حقیر ہیں۔ اگر ایٹم بم اور اسی قسم کی ایجادوں نے دنیا کو پندرہ بیس سال میں تباہ کر دینا ہے تو یہ پیشگوئی پوری نہیں ہو سکتی اور اگر اس پیشگوئی نے پورا ہونا ہے تو سائنسدانوں کے تمام خیالات غلط ثابت ہوں گے اور خدا کوئی نہ کوئی ایسی صورت پیدا کر دے گا جس کے نتیجہ میں جس طرح ان کی امیدیں غلط ہوتی ہیں اسی طرح ان کے خطرے بھی غلط ثابت ہوں گے۔ دنیا نے ابھی قائم رہنا ہے اور دنیا میں پھر اسلام نے سر اُٹھانا ہے۔ عیسائیت نے سر اُٹھایا اور ایک لمبے عرصہ تک اس نے حکومت کی مگر اب عیسائیت کی حکومت اور اس کے غلبہ کا خاتمہ ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ عیسائیت کے خاتمہ کے ساتھ ہی دنیا کا خاتمہ ہو جائے تا وہ کہہ سکیں کہ دنیا پر جو آخری جھنڈا لہرایا وہ عیسائیت کا تھا مگر ہمارا خدا اِس امر کو برداشت نہیں کر سکتا۔ ہمارا خدا یہ پسند نہیں کرتا کہ دنیا پر آخری جھنڈا عیسائیت کا لہرایا جائے۔ دنیا میں آخری جھنڈا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گاڑا جائے گا اور یقیناً یہ دنیا تباہ نہیں ہوگی جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا ساری دنیا پر اپنی پوری شان کے ساتھ نہیں لہرائے گا۔ انہوں نے اپنی کوششوں اور تدبیروں کے ساتھ موت کے ذریعہ کو معلوم کر لیا ہے مگر اسلام کو قائم کرنے والا وہ خدا ہے جس کے ہاتھ میں موت بھی ہے اور حیات بھی ہے۔ یہ موت کے ذریعہ کو اپنے ہاتھ میں لے کر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم دنیا پر حاکم ہو گئے ہیں حالانکہ اصل حاکم وہ ہے جس کے قبضہ میں موت اور حیات دونوں ہیں۔ اگر یہ ساری دنیا کو مار بھی دیں گے تب بھی وہ خدا جس کے قبضہ میں حیات ہے اسی طرح اپنی مخلوق کو دوبارہ زندہ کر دے گا جس طرح آدمؑ کے ذریعہ اُس نے نسل انسانی کو قائم کیا۔

بہر حال دنیا پر قیامت کا دن نہیں آسکتا جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا ساری دنیا پر نہیں لہرایا جاتا۔ مگر یہ تو خدا کی باتیں ہیں اور خدا اپنی باتوں کا آپ ذمہ دار ہے۔ ہم پر جو فرض عائد ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ ہم اپنی زندگیوں اور اپنی جانوں کو خدا کے لئے قربان کر دیں اور اپنے نفوس کو ہمیشہ اس کی اطاعت کے لئے تیار رکھیں تا کہ اس کا فضل اور اس کی رحمت اور اس کی برکت ہم پر نازل ہو اور ہم اس کے حقیر ہتھیار بن کر دنیا میں عظیم الشان نتیجہ پیدا کرنے کا موجب بن جائیں۔

پس ہمارا ذہن اور ہماری ذمہ داری ہمیں اِس طرف بلاتی ہے کہ باوجود اس کے وعدوں کے ہم اپنی کمزوریوں اور اپنی بے بسیوں کو دیکھتے ہوئے خدا تعالیٰ کے حضور جھک جائیں اور اُسی سے التجا کریں کہ اے ہمارے ربّ! اے ہمارے ربّ! تو نے ہمیں ایک کام کے لئے کھڑا کیا ہے جس کے کرنے کی کروڑواں اور اربواں حصہ بھی ہم میں طاقت نہیں۔ اے ہمارے ربّ! تو نے اپنے رسول کے ذریعہ ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ اگر تم اپنے غلام سے کوئی ایسا کام لو جو اُس کی طاقت سے باہر ہو تو تم خود اس کے ساتھ مل کر کام کرو ورنہ اُس سے ایسا کام نہ لو جو اس کی طاقت سے باہر ہو۔ اے ہمارے ربّ! تو نے جب اپنے بندوں کو جن کی طاقتیں محدود ہیں یہ حکم دیا ہے کہ کسی کے سپرد کوئی ایسا کام نہ کرو جو اُس کی طاقت سے بالا ہو تو اے ہمارے ربّ! تیری شان اور تیرے فضل اور تیری رحمت سے ہم کب یہ امید کر سکتے ہیں کہ تو ایک ایسا کام ہمارے سپرد کر دے گا جو ہماری طاقت سے بالا ہو گا لیکن خود ہماری مدد کے لئے آسمان سے نہیں اُترے گا۔ یقیناً اُترے گا اور ہماری مدد کرے گا۔ اور ہم تجھ سے التجا کرتے ہیں کہ تو ہماری کمزور حالت کو دیکھتے ہوئے اپنے فضلوں کو بڑھاتا جا، اپنی رحمتوں کو بڑھاتا جا، اپنی برکتوں کو بڑھاتا جا یہاں تک کہ ہماری ساری کمزوریوں کو تیرے فضل ڈھانپ لیں''۔

(انوارلعلوم جلد 18صفحہ518-519)

مجلس خدام الاحمدیہ بینن کے تحت
سالانہ فضل عمر تربیتی کلاس کا انعقاد

(رپورٹ: ناصر احمد محمود طاہر۔مبلغ سلسلہ بینن)

اللہ تعالیٰ کا نہایت احسان ہے کہ گزشتہ سال سے مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ بینن نے بانی تنظیم خدام الاحمدیہ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی یاد میں سالانہ فضل عمر تربیتی کلاس کا انعقاد کرنا شروع کیا۔

سال 2008ء مکرم رانا فاروق احمد صاحب امیر جماعت کی تحریک پر خدام الاحمدیہ نے یہ بہت اچھا اور تاریخی قدم اٹھایا اور امسال کی ہونے والی یہ کلاس اس سلسلہ کی دوسری کڑی تھی جس کے انعقاد میں اس معیار کو قائم رکھا گیا کہ اس کلاس میں نہ تو گزشتہ سال آنے والے طلباء شامل ہوں گے اور نہ ہی انڈر میٹرک، تا کہ جہاں ڈسپلن قائم رہے، وہاں احمدی طلباء میں کم از کم میٹرک کرنے کا رجحان بڑھا کر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی بابرکت تحریک پر عمل بھی کیا جا سکے۔ چنانچہ امسال کی اس کلاس میں 42 خدام نے شرکت کی۔ افتتاحی تقریب میں محترم صدر صاحب خدام الاحمدیہ بینن مکرم آرونہ ابوبکر صاحب نے طلباء کو دینی اور دنیوی دونوں علوم میں ترقی کرنے اور دلچسپی لینے کے متعلق نصائح کیں۔

کلاس کا دورانیہ تدریس 6 گھنٹہ رہا جس میں یسرنا القرآن، نماز سادہ، چہل حدیث، ادعیۃ القرآن، ادعیۃ الرسول، ادعیۃ المسیح الموعودؑ، کلام، موازنہ، فقہ، سیرت اور دینی معلومات کے پیریڈز رکھے گئے۔

روزانہ بعد نماز عصر یا تو کمپیوٹر کلاس ہوتی یا پھر کسی تربیتی موضوع پر لیکچر ہوتا۔ علاوہ ازیں اس کلاس میں ایک اور منفرد پہلو یہ رہا کہ روزانہ صبح کلاس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوتا اور پھر خدام کھڑے ہو کر عہد خدام الاحمدیہ اور عہد وفائے خلافت دہراتے۔ اس خوبصورت اور شاندار عمل سے ان 15 دنوں میں تقریباً سارے خدام کو یہ عہد ازبر ہو گئے۔ الحمد للہ۔

اس کلاس کی اختتامی تقریب مورخہ 16/اگست 2009ء کو امیر جماعت بینن مکرم رانا فاروق احمد صاحب کی زیر صدارت ہوئی۔ تلاوت، عہد اور قصیدہ کے بعد محترم ابراہیم عزیز صاحب نے رپورٹ پیش کی اور پھر کلاس کے 4 شریک خدام نے سٹیج پر آکر عہد وفائے خلافت دہرایا۔ بعد ازاں محترم امیر صاحب نے پوزیشن لینے والے خدام میں انعامات تقسیم کیے اور باقی طلباء کو سند شرکت دی۔ نیز قوم ملت اور مذہب میں علم کی اہمیت پر مبنی نصائح کرنے کے بعد اختتامی دعا کروائی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کلاس کے نیک نتائج نکلیں اور طلباء نے جو سیکھا ہے اسے حرز جان بنا لیں اور دوسروں میں بھی یہ فیض عام کریں۔ اسی طرح اس کلاس کے معلمین اور انتظامیہ نیز طلباء کو بھی اللہ تعالیٰ اجر عظیم سے نوازے۔ آمین ثم آمین

خدا رحم کرنے والا ہے تو دنیا میں دکھ کیوں ہے؟

(خالد سیف اللہ خان ۔ آسٹریلیا)

خدا پر ایمان لانے والوں سے اکثر یہ سوال پوچھا جاتا ہے کہ آپ ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا خدا بڑا مہربان ہے اس کے ہم پر ان گنت احسانات ہیں جن کے ہم مستحق نہ تھے وہ ہم سے پیار کرتا ہے اور ہر آن ہماری حفاظت کرتا ہے ورنہ ہم زندہ نہ رہ سکتے۔ لیکن پھر وہ بعض اوقات بے قصوروں، بیگناہوں اور بچوں کو کیوں مارتا ہے؟ جب کہیں قحط پڑتا ہے زلزلے آتے ہیں وبائی امراض پھوٹتی ہیں طوفان آتے ہیں تو بہت سی معصوم جانیں کیوں ضائع ہو جاتی ہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ خدا نے زندگی اور موت اور ان دونوں انتہاؤں کے درمیان جو کچھ ہے وہ سب ایک طے شدہ منصوبہ کے تحت پیدا کیا ہے۔ یہ ایک بہت بڑا تفصیلی منصوبہ ہے جس کو اجتماعی طور پر یعنی (On the whole) دیکھنا چاہئے۔ کسی ایک نقطہ پر توجہ مرکوز کرنے سے اور پورے Plan کو نظر انداز کرنے سے غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے اور غلط نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔ پوری سکیم پر اکٹھی نظر ڈالیں تو پھر پلان کی خوبصورتی خالق کی گہری حکمت نظر آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جہاں انسان کو جسم دیا ہے وہیں روح بھی دی ہے۔ جسم جسمانی نظام اور اس کے قوانین (Laws of Nature) یعنی طبعی قوانین کے تابع ہیں جو ہر امیر غریب کالے گورے نیک و بد کے لئے یکساں ہیں۔ تا ہر آدمی ان قوانین قدرت کے تحت محنت اور ذہانت کو کام میں لا کر ترقی کر سکے۔ ہر انسان ایک ہی قانون کا تابع ہوتا ہے یہ نہیں کہ گورے کے لئے ایک قانون ہو اور کالے کے لئے دوسرا۔ یا متقی و نیک آدمی کے لئے ایک قانون ہو اور دہریوں کے لئے دوسرا۔ ہر آدمی قانون قدرت سے یکساں فائدہ یا نقصان اٹھاتا ہے خواہ بیماری آئے طوفان آئے جنگ ہو یا زلزلہ۔

خدا کا دوسرا قانون شریعت کا ہوتا ہے اسکے تابع ہر انسان کی روح ہوتی ہے۔ روح کا تعلق نیکی و بدی، خدا سے تعلق، دعا اور اس کی قبولیت سے ہوتا ہے۔ جسمانی یا قوانین قدرت کی طرح اس میں بھی ترقی یا تنزل کی دو انتہائیں اور ان کے درمیان لاتعداد منازل مقرر ہیں۔ ایک طرف روحانی موت ہوتی ہے اور دوسری انتہا پر روحانی زندگی ہوتی ہے۔ یہ دونوں دائرے علیحدہ علیحدہ اپنے قوانین کے اندر رہتے ہوئے کام کرتے ہیں۔ اور نہ جسمانی دائرہ روحانی دائرہ میں داخل ہوتا ہے نہ ہی روحانی دائرہ جسمانی دائرہ میں داخل ہو کر اس کے نظام کو بگاڑ سکتا ہے۔ سورۃ الملک میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ تَبٰرَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ۔ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ نِ الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً۔ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ (الملک :2-3) بس وہی ایک برکت والا ثابت ہوا جس کے قبضۂ قدرت میں تمام بادشاہت ہے اور وہ ہر چیز پر جسے چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔ وہی جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تا کہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل کے لحاظ سے بہترین ہے اور وہ کامل غلبہ والا اور بخشنے والا ہے۔

پس تخلیق کا یہ عظیم منصوبہ ہے جس کے تحت انسان جسمانی اور روحانی دونوں دائروں کے اندر ان کے قوانین کے تحت موت اور زندگی کی دو انتہاؤں کے درمیان سفر کرتا رہتا ہے اور مقناطیس کے دو پولوں کی طرح کامیابی و ناکامی، خوشی و غمی، سکھ اور دکھ، صحت و بیماری، نیکی و بدی، حفاظت و حادثہ، خدا کی رضا اور ناراضگی کے درمیان سفر کرتا رہتا ہے اور جسمانی یا روحانی قوانین پر عمل کرنے کے اچھے یا برے نتائج بھگتتا رہتا ہے۔ لیکن اگر روحانی قوانین پر عمل کرنے اور دعا کرنے سے جسمانی قوانین پر کوئی اثر نہیں پڑتا تو نمازیں اور دعائیں وغیرہ محض عبادت ہی رہ گئیں جن کا ثواب اگلے جہان تو ہو گا لیکن دنیا میں ان کا کوئی فائدہ نہیں۔ لیکن یہ خیال درست نہیں۔ یہ دونوں علیحدہ علیحدہ دائرے ایک عظیم دائرے کے اندر کام کرتے ہیں۔ وہ دائرہ گویا خدا کی مرکزی حکومت کو اپیل کرنے کا ہے۔ جب انسان دعا کرتا ہے تو خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے دروازہ پر جا کر عاجز بے بس فقیروں کی طرح صدا دیتا ہے۔ خالق و مخلوق کے درمیان ایک دوسرے کے لئے اور طبعی تعلق پایا جاتا ہے جس طرح کا مجازی رنگ میں تعلق ماں اور بچہ کے درمیان ہوتا ہے۔ جس طرح جب بچہ بھوک سے بے قرار ہو کر چلاّتا ہے تو ماں کی چھاتیوں میں دودھ اتر آتا ہے۔ اسی طرح بندہ کے چیخنے چلاّنے کے نتیجہ میں اس کا خالق اس کی طرف رحم کے ساتھ توجہ کرتا ہے۔ جب ایک مقناطیسی قسم کا اثر نظام طبعی یعنی جسمانی دائرہ پر ڈالتا ہے اور عاجز انسان کی آہیں ایسے اسباب کو حرکت میں لانے کا موجب بن جاتی ہیں جن کے نتیجہ میں اس کی پریشانی کے دور ہونے کے سامان انسان کو میسر آ جاتے ہیں جیسے شدید خشک سالی میں بارش کے لئے دعا کی جائے تو بارش کے برسنے کے اسباب (Causes) پیدا ہو جاتے ہیں۔ مریض کی شفایابی کے لئے دعا کی جائے تو صحیح علاج میسر آ جاتا ہے یا جسم کا اپنا دفاعی نظام اس طرح حرکت کرتا ہے کہ دوائی کا اثر ہونے لگتا ہے یا بغیر دوا کے بھی معجزانہ طور پر آرام آ جاتا ہے۔ خدا کے قانون کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ (المجادلہ:22) کہ خدا نے یہ فیصلہ فرما رکھا ہے کہ ضرور مَیں اور میرا رسول ہی غالب آئیں گے کا تعلق بھی اسی مرکزی دائرہ سے ہے جس کے ماتحت دونوں جسمانی اور روحانی نظام کام کرتے ہیں۔

پس جس طرح ایک مالی پھل دار درختوں کی حفاظت کرتا ہے اور ان کو نقصان پہنچانے والی جڑی بوٹیوں کو تلف کرتا رہتا ہے ایسا ہی کام خدا کے بڑے پلان کے ماتحت بھی ہوتا ہے۔ پھر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ یہ زندگی اپنی ذات میں کوئی مقصد نہیں۔ جسم تو مر جاتا ہے لیکن روح ایک اور روحانی جسم کے ساتھ زندہ رہتی ہے۔ ان دونوں جہانوں کے واقعات کو یکجائی نظر سے دیکھنا چاہئے۔ اس دنیا کی تکلیفوں پر جو صبر اور دعا کی توفیق ملتی ہے اس کے بدلہ میں دوسرے جہان میں بڑے بڑے انعامات اور خوشیاں ملتی ہیں۔ یہاں خدا کو ناراض کرنے والی عیاشیوں کے لئے اگلے جہاں میں سخت سزائیں مقرر ہیں۔ چونکہ دوسرا جہان روحانی ہے وہاں انسانی احساسات بہت زیادہ بڑھے ہوئے ہوں گے اس لئے وہاں کے دُکھ اور سُکھ لاکھوں گنا زیادہ شدت سے محسوس ہوں گے۔ دکھ اور سکھ اسی طرح کے جوڑے ہیں جس طرح مقناطیس کے دو پول ہوتے ہیں۔ اگر نارتھ پول نہ ہو تو ساؤتھ پول بھی نہ ہو گا۔ اسی طرح اگر دکھ نہ ہو تو سکھ بھی نہ ہو گا۔ بیماری اگر نہ ہوتی تو شفا کا وجود بھی نہ ہوتا۔ گناہ اگر بالفرض بالکل سرزد نہ ہو سکتا تو انہی قوتوں سے تو نیکیاں کی جاتی ہیں وہ بھی نہ ہو سکتیں۔ جن زہروں کے کھانے سے انسان مر جاتے ہیں اگر ان کی وہ خصوصیات نہ ہوتیں تو ان سے کئی قسم کی دوائیں بھی نہ بن سکتیں۔ انسان کی وہ قوتیں اور اعضاء جن سے وہ گناہ کرتا ہے اگر نہ ہوتیں تو گناہ تو بیشک نہ ہوتا لیکن نیکیاں بھی نہ ہوتیں کیونکہ انہی کو وہ استعمال کر کے تو وہ نیک اور مفید کام کرتا ہے۔ اگر پانی و آگ کی وہ صفات نہ ہوتیں جن سے انسان ڈوب کر یا جل کر مر جاتا ہے تو وہ ہماری زندگی کا باعث بھی نہ بن سکتیں۔ اور اگر طبعی یا جسمانی قوانین کا دائرہ روحانی دائرہ سے علیحدہ آزاد حیثیت میں نہ ہوتا تو برا آدمی محنت کر کے مر جاتا اور اپنی ضروریات زندگی پوری نہ کر سکتا اور نیک آدمی اپنی نمازوں اور دعاؤں کی برکت سے گھر بیٹھا ڈھیروں ڈھیر دولت کما لیتا تو پھر کون محنت کرتا۔ اگر پانی نیک آدمی کو نہ ڈبوتا اور صرف گنہگار کو ہی ڈبوتا تو پھر کون تیراکی سیکھتا سارے لوگ مصلّوں پر ہی بیٹھے رہتے اور دنیا کے کاروبار ٹھپ ہو جاتے۔ اگر کسی متقی یا صالح انسان کو کار کا حادثہ پیش نہ آ سکتا اور صرف گناہ گار ہی حادثوں میں مارے جاتے تو کون بُرا ہوتا سبھی متقی بن جاتے اور خدا کے منصوبہ میں غیب پر ایمان لانے کی شرط جو رکھی گئی ہے تا خدا آزمائش کرے کہ انسان موت اور حیات کی دو انتہاؤں کے درمیان کیسا عمل کرتا ہے وہ بھی بیکار ٹھہرتی۔

پس ضروری ہے کہ خدا کی پوری سکیم کو سمجھا جائے اور اعتراض کرنے سے بچا جائے۔ ہمیں کو پتہ ہے کہ سپورٹس میں کھلاڑیوں کو چوٹیں بھی آ جاتی ہیں تو پھر کیا سپورٹس کو بھی قابل اعتراض سمجھا جائے۔ بیماریاں دکھ سکھ حادثات زندگی کا حصہ ہیں اور یہ وجہ بنی ہیں نئی نئی تحقیقات و سائنس ٹیکنالوجی میں ترقی کرنے کے لئے۔ مثلاً قدرتی آفتیں سیلاب زلزلہ خشک سالی وغیرہ کا مقابلہ کرنے کے لئے نت نئی تجویزیں سوچی اور بروئے کار لائی جاتی ہیں۔ اگر بڑے بڑے زلزلے جو لاوا پھوٹنے سے پہلے پیدا ہوتے ہیں نہ آئے ہوتے تو یہ پہاڑ اور ڈیم وغیرہ کیسے بنتے جو پانی کا ذخیرہ کرنے کے لئے ضروری ہیں۔ ان حادثات و واقعات کے نتیجے میں کئی معصوم جانیں بھی ضائع ہو جاتی ہیں لیکن زمین پر زندگی کو رواں دواں رکھنے اور ارتقاء کے لئے یہ قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ بیماریاں انسان کو لگتی ہیں تو نت نئے ٹیکے اور دوائیاں ایجاد ہوتی ہیں جن سے بچ جانے والوں کی عمریں لمبی ہوتی ہیں۔ جیسے امیر ملکوں میں جہاں علاج کی بہتر سہولتیں میسر ہیں وہاں عموماً لوگوں کی عمریں غریب ممالک کے لوگوں کے مقابلے میں لمبی ہوتی ہیں۔ اس لئے یہ بیماریاں اور حادثات وغیرہ بھی بے مقصد نہیں۔ غور کیا جائے تو خدا تعالیٰ کا کوئی فعل بھی حکمت سے خالی نہیں۔ اگر ساری سکیم پر اجتماعی طور پر نگاہ ڈالی جائے تو انسان یہی کہنے پر مجبور ہو گا رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا۔ سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّار (آل عمران:192) کہ اے خدا تو نے یہ سب بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ تُو بے مقصد کام کرنے کی کمزوری سے پاک ہے۔ پس تو ہماری زندگیوں کو بھی بے مقصد ہونے اور جہنم کا عذاب چکھنے سے بچا۔ آمین

۞۞۞۞۞

جلسہ ہائے سالانہ UK

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آئندہ سات سالوں کے لئے جلسہ سالانہ UK کے لئے مندرجہ ذیل تاریخوں کی منظوری عطا فرمائی ہے۔

(1) جلسہ سالانہ یوکے 2010ء	30-31 جولائی و یکم اگست
(2) جلسہ سالانہ یوکے 2011ء	22-23-24 جولائی
(3) جلسہ سالانہ یوکے 2012ء	7-8-9 ستمبر
(4) جلسہ سالانہ یوکے 2013ء	30-31 اگست و یکم ستمبر
(5) جلسہ سالانہ یوکے 2014ء	29-30-31 اگست
(6) جلسہ سالانہ یوکے 2015ء	14-15-16 اگست
(7) جلسہ سالانہ یوکے 2016ء	29-30-31 جولائی

احباب یہ تاریخیں نوٹ فرما لیں۔ نیز جلسہ ہائے سالانہ کے نہایت کامیاب و بابرکت انعقاد کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔

(امیر جماعت احمدیہ یوکے)

بقیہ: برطانوی ہاؤسز آف پارلیمنٹ میں یوم مسیح موعودؑ کا انعقاد
از صفحہ نمبر 16

نفرت کسی سے نہیں‘‘ کے اصول کو عملی جامہ پہناتی ہے۔ ہیٹی میں حالیہ زلزلے کے وقت جماعت کے رضا کار سب سے پہلے مدد کو پہنچنے والی ٹیم میں شامل تھے۔ افریقہ میں تعلیمی اور طبی ضروریات مہیا کرنے کیلئے ہزاروں کارکن کام کر رہے ہیں۔جنہوں نے اپنی زندگیاں اس خدمت کیلئے وقف کر رکھی ہیں۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں محبت کے جذبات ہر طرف موجزن رہتے ہیں۔ اپنے ہمسایہ سے خوش خلقی کا ہے حکم جبکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم سے 40 افراد سامنے والے، پیچھے والے، دائیں اور بائیں تمہارے ہمسائے ہیں پھر ساتھ کام کرنے والے، ساتھ سفر کرنے والے بھی تمہارے حسن سلوک کے حقدار ہیں۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کی تعلیم ہے حُبُّ الْوَطَنِ منَ الْاِیْمَان یعنی ملک جس میں ہم رہتے ہیں اس سے وفاداری اور محبت ہمارے ایمان کا حصہ ہے اور ملکی قوانین کا احترام اور فرمانبرداری ہمارے اصولوں میں شامل ہیں۔

مورڈن کے حلقہ کے کونسلر محترم Stephen نے مختصر تقریر کرتے ہوئے Siobhain McDonaugh کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ وہ ممبران پارلیمنٹ میں ایک منفرد شخصیت کی حامل ہیں اور انتھک محنت کرتی ہیں تا کہ ان کے حلقہ میں رہنے والے تمام لوگوں کی وہ نہایت اعلیٰ خدمت کر سکیں۔ جماعت احمدیہ کے اصول ’’محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں‘‘ کے بارہ میں انہوں نے کہا کہ ہر قوم کا ایک مطمح نظر ہوتا ہے اور آپ کا یہ مطمح نظر مجھے تمام لوگوں کے رہنما اصولوں سے بڑھ کر معلوم ہوتا ہے۔

لیبر پارٹی کی طرف سے آئندہ پارلیمنٹ کیلئے امیدوار Stuart King نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ٹُٹنی (حلقہ مسجد فضل) کے ممبر آف پارلیمنٹ ٹونی کولمین جو گزشتہ دو مرتبہ نمائندہ رہے ہیں نے جماعت کے افراد کی بہت اچھے الفاظ میں تعریف کی تھی اور مجھے کہا تھا کہ ان لوگوں کے اخلاقی اقدار اور ظرف بہت بلند ہیں۔ ان لوگوں سے تعارف حاصل کرنا اور ان کے اعلیٰ اخلاق کو اپنانے کی کوشش کرنا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ہیومینیٹی فرسٹ کی بعض خدمات کو قریب سے دیکھا ہے اور میں بہت متاثر ہوا ہوں۔

مسجد بیت الفتوح کے حلقہ کی کونسلر میکسی مارٹن نے بھی افراد جماعت کے ساتھ ملنے کے اپنے تجربات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ مَیں اپنے آپ کو بہت خوش قسمت سمجھتی ہوں کہ میں جس وقت اس علاقہ کی میئر تھی اس وقت مسجد بیت الفتوح کا افتتاح ہوا تھا جسکا میں تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کہ میری زندگی میں یہ شاندار مسجد مکمل ہو جائے گی۔ اب میں اکثر اس مسجد کی تقاریب میں شریک ہوتی ہوں اور اسے ’اپنی مسجد‘ کہتی ہوں۔ انہوں نے کہا کہ میں کیتھلک عیسائی ہوں مگر جب بھی مسجد جاتی ہوں وہاں ’’محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں‘‘ کا عملی نمونہ دیکھ کر سوچتی ہوں کہ مجھے بھی اس خوبصورت اصول کو اپنا کر اپنی زندگی کو بہتر بنانا چاہیے۔ یہ کہنا تو آسان ہے مگر عمل کرنا بہت مشکل۔

اس تقریب میں خیال کیا گیا تھا کہ شائد 150 افراد جماعت شامل ہوں گے۔ جبکہ بفضل تعالیٰ باوجود مسلسل پڑتی ہوئی برف کے ممبران جماعت اس تاریخی موقع میں شمولیت کیلئے نہایت ذوق وشوق سے پہنچ گئے۔ بڑھتی ہوئی تعداد کو دیکھتے ہوئے مزید کمرے کھول دئے گئے مگر جوبلی ہال میں بیک وقت اتنے لوگوں کی جگہ نہ ہونے کے باعث اجلاس دوبار منعقد کیا گیا۔ دوسری مرتبہ تلاوت قرآن کریم سے اجلاس شروع کیا گیا تو ڈاکٹر مجیب الحق صاحب نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت نہایت پراثر طریق پر بمعہ انگریزی ترجمہ کے پیش کی اور تقاریر دوبارہ پیش کی گئیں۔

آخر میں محترم امیر صاحب نے دعا کروائی اور اجلاس اپنے اختتام کو پہنچا۔ جس کے بعد ممبران پارلیمنٹ نے 20/20 کے گروپ لے کر انہیں ایوان کے مختلف تاریخی مقامات دکھائے۔ جس میں مختلف یادگاری مجسمے نصب ہیں۔ ممبران جماعت نہایت ذوق وشوق سے دریائے ٹیمز کے کنارے واقع وسیع terrace پر بھی گئے جہاں گزشتہ سال حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ممبران پارلیمنٹ سے خطاب فرمایا تھا اور حضور کی موجودگی میں آذان دی گئی اور حضور انور نے نماز پڑھائی تھی۔

۞۞۞۞۞۞

صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت میاں محمد خان صاحب رضی اللہ عنہ۔ جستروال ضلع امرتسر

(غلام مصباح بلوچ۔ نائیجیریا)

حضرت میاں محمد خان صاحب افغان جستروال ضلع امرتسر کے رہنے والے تھے اور اپنے علاقے میں اچھے بارسوخ تھے، آپ نے 1897ء میں حضرت مسیح موعود کی دستی بیعت کی توفیق پائی اس سنہ میں بیعت کرنے والوں کی ایک نایاب فہرست محفوظ ہے جس میں آپ کا نام اس طرح درج ہے:

43۔محمد خان نمبردار جستروالہ تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 649)

یہ وہ موقع تھا جبکہ قادیان میں ہندوستان کے دیگر علاقوں کی طرح ملکہ وکٹوریہ کی ساٹھ سالہ جوبلی کے سلسلے میں جلسہ منعقد کیا گیا تھا۔ حضور نے شاملین جلسہ کے نام اپنے ایک اشتہار میں درج فرمائے ہیں جس میں حضرت خان صاحب کا نام بھی 166 ویں نمبر پر درج ہے:

166۔محمد خان صاحب نمبردار جستروال ضلع امرتسر

(جلسہ احباب، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 307)

اس سے اگلے ہی سال فروری 1898ء میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے گورنمنٹ کے نام ایک اشتہار میں مخالفین کی طرف سے لگائے گئے غلط الزامات کی تردید کرتے ہوئے اپنی جماعت کے صحیح حالات پیش کیے جس کے آخر میں اپنی جماعت کے 316 احباب کے اسماء بھی درج فرمائے جس میں 158 نمبر پر آپ کا نام اس طرح درج ہے:

158۔میاں محمد خان صاحب نمبردار جستروال ضلع امرتسر

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 354)

آپ ایک شریف النفس، نہایت نیک، متقی، احکام شریعت کے پابند اور خداترس انسان تھے، سنجیدہ مزاج اور پُراثر شخصیت کے مالک تھے۔ پہلے اپنے گاؤں میں نمبردار تھے 1903ء میں ذیلدار مقرر ہوئے۔ 1909ء میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب ایک جماعتی دورے پر دیگر علاقوں سے ہوتے ہوئے آپ کے گاؤں بھی تشریف لائے چنانچہ اپنے اس دورے کی رپورٹ میں حضرت مفتی صاحب لکھتے ہیں:

جستروال کے ذیلدار محمد خان صاحب جو یہاں کے قدیم افغانوں میں سے ہیں اور اس علاقہ کے رؤساء میں سے ہیں جماعت احمدیہ میں شامل ہیں وہ ہمیشہ حکام ضلع ڈپٹی کمشنر وغیرہ کو نہایت صفائی اور راستی کے ساتھ سلسلہ حقہ کے حالات سے آگاہی دیتے رہتے ہیں جس کے سبب حکام ان کی دیانتداری اور راستبازی کے قائل ہیں، ان کی ذیلداری کی تقرری کے وقت جو کچھ صاحب ضلع میلکے گن صاحب نے ان کے متعلق 1903ء میں لکھا تھا اس کا ترجمہ میں درج ذیل کرتا ہوں....خان صاحب کے متعلق لکھتے ہیں خان صاحب محمد خان اعلیٰ عزت والا آدمی ہے اس کے پاس پولیس اور تعلیمی محکمہ کی کثیر التعداد تائیدی سندیں ہیں اور لوکل بورڈ کا ممبر ہے۔ مسٹر کننگٹن نے اس کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ اعلیٰ اخلاق کا خوب مستقل مزاج آدمی ہے اور کرنیل ینگ صاحب کا بیان ہے کہ وہ ایک مشہور و معروف لائق پرانا نمبردار ہے اور ایک بڑا بھلا مانس آدمی ہے ہمیشہ حسن انتظام کی طرفداری کرتا ہے اور حکام وقت نے ہر طرح سے اس سے امداد حاصل کی ہے۔ مسٹر کننگٹن نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ شخص تحصیل میں قریبًا سب سے زیادہ عمدہ آدمی ہے، لائق، نہایت معزز، صاف گو اور مفید آدمی ہے میں اسے دو سال سے جانتا ہوں اور جو کچھ اس کے متعلق اوپر کہا گیا ہے اس کے ساتھ متفق ہوں۔

الغرض خان صاحب اپنی دیانتداری کے سبب اس علاقہ میں بہت مشہور ہیں ان کی دیانت، امانت زبان زد خلائق ہو رہی ہے بعض مقدمات میں وہ کمیشن مقرر ہوتے ہیں کئی ایک مقدمات کے قصے وہاں کے لوگوں میں مشہور ہیں کہ کئی کئی سو روپیہ فریقین نے خان صاحب کو دیا مگر انہوں نے ایک پیسہ تک نہیں لیا اور ہمیشہ مقدمات کا انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا۔

محمد خان صاحب ذیلدار نے سنایا کہ مَیں نے حضرت کی وفات سننے کے بعد...خواب میں آپ کو دیکھا کہ نہایت خوش الحانی سے فرماتے ہیں ’’جلسہ ہے آج نظم تشحیذ الاذہان کا‘‘ اس فقرہ کی تعبیر تو ظاہر ہے کہ تشحیذ الاذہان کے معنے ہیں ذہنوں کو تیز کرنا، حضرت مسیح موعود کے وصال کے بعد آپ کی جماعت جس کے اذھان آپ کی روحانی تربیت کے ماتحت تیز ہوئے تھے اس کو پھر حضرت خلیفۃ المسیح کے ماتحت ایک ہی سلک میں منتظم کیا گیا اور اس کے واسطے ایک جلسہ منعقد ہوا، میں نے خان صاحب موصوف کو تاکید کی کہ اس القاء ربانی کی عزت کے واسطے آپ کو رسالہ تشحیذ الاذہان بھی خرید کرنا چاہیے کیونکہ اس میں یہ لفظ آیا ہے چنانچہ انہوں نے منظور فرمایا ہے...

خان صاحب نے ایک ذکر سنایا کہ اس طرف چند شیعہ تھے وہ ہمیشہ گالیوں کے خطوط حضرت مرزا صاحب مرحوم ومغفور کو لکھا کرتے تھے آپ کسی خط کا جواب نہ دیتے، صبر سے خاموش ہو رہتے جب ان کے بہت سے خطوط پہنچے تو انھوں نے ایک خط ان کو لکھا جس میں ان کو نصیحت کی کہ اس قدر دشنام دہی سے کیا فائدہ، تم اس قدر بے ادبی سے پیش آتے ہو حالانکہ اس وقت حضرت علی ہوتے تو وہ بھی عزت کرتے، اس پر وہ لوگ بہت ہی برافروختہ ہوئے، پھر کسی موقعہ پر حضرت مرحوم کے ساتھ ان کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے شکایت کی کہ آپ نے حضرت علی کی بے ادبی کی جو ایسے الفاظ ان کی نسبت لکھے۔ حضرت نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں جو لوگ دین کی خاطر جہاد میں کوئی ادنیٰ حصہ لیتے تھے ان کی بھی بڑی عزت کی جاتی تھی تو ہم جب رات دن دین اسلام کی خدمت میں مصروف ہو رہے ہیں ہماری عزت کیوں نہ کی جاتی....

جستروال سے عاجز مُد کو روانہ ہوا محمد خان صاحب کوئی تین میل تک ساتھ آئے....

(بدر یکم اپریل 1909ء صفحہ 1,2)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ خلافت کے ساتھ وابستہ رہے تا آنکہ 9 دسمبر 1920ء کو وفات پائی، آپ کے بیٹے مکرم عبدالرحیم خان صاحب جو اس وقت سب انسپکٹر پولیس لاہور متعین تھے، نے خبر وفات دیتے ہوئے لکھا:

’’میرے والد محمد خان صاحب ذیلدار موضع جستروال ضلع امرتسر جو نہایت پرانے اور بہت مخلص احمدی تھے 9/دسمبر کو فوت ہو گئے....‘‘

(الفضل 23 دسمبر 1920ء صفحہ 2 کالم 3)

آپ کی اولاد میں سے ایک بیٹی محترمہ عائشہ بیگم صاحبہ زوجہ محترم محمد ابراہیم خان صاحب آف ویرووال ضلع امرتسر تھیں جنہوں نے اپنے خاوند سے پہلے بیعت کی۔ بعد ازاں ان کی کوشش اور حضرت اقدس کی دعا کی برکت سے ان کے خاوند محترم کو بھی قبول حق کی سعادت حاصل ہوئی۔ محترمہ عائشہ بیگم صاحبہ نے مورخہ 27 اپریل 1967ء کو وفات پائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئیں۔ مرحومہ بہت دیندار، صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گذار، دعا گو اور مستجاب الدعوات خاتون تھیں، سلسلہ احمدیہ اور خاندان حضرت اقدس سے بہت محبت واخلاص کا تعلق تھا ان کے خاوند نے 1905ء میں وفات پائی جس کے بعد انہوں نے اپنے بچوں کو ساتھ لے کر باسٹھ (62) سال کا عرصہ بیوگی کی حالت میں نہایت صبر، شکر اور خوش اخلاقی کے ساتھ گزارا۔ ان کی اولاد میں زہرا بیگم صاحبہ زوجہ این ایم خان، عبدالمجید خان صاحب، عبدالواحد خان صاحب، عبدالحفیظ خان صاحب تھے۔

(الفضل 2 مئی 1967ء صفحہ 8)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی حرم ثانی محترمہ آپا طاہرہ صدیقہ صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ آپ ہی کی نسل سے ہیں۔

//////////////////////////////

الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TLU.K.

بذریعہ e-mail رابطہ قائم کرنے کے لئے پتہ یہ ہے:-

mahmud@tiscali.co.uk
mahmud.a.malik@gmail.com

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت مسیح موعودؑ کی اتباع سنت نبویؐ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 17/مارچ 2008ء میں مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب کے قلم سے ایک مضمون شامل اشاعت ہے جس میں سنّت نبوی کے احیاء کے حوالہ سے حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت طیبہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ''خداوند کریم نے اُسی رسول مقبولؐ کی متابعت اور محبت کی برکت سے اور اپنے پاک کلام کی پیروی کی تاثیر سے اِس خاکسار کو اپنے مخاطبات سے خاص کیا ہے اور علومِ لدُنیہ سے سرفراز فرمایا ہے اور بہت سے اسرار مخفیہ سے اطلاع بخشی ہے اور بہت سے حقائق اور معارف سے اِس ناچیز کے سینہ کو پُر کردیا ہے اور بارہا بتلادیا ہے کہ یہ سب عطیات اور عنایات اور یہ سب تفضّلات اور احسانات اور یہ سب تلطّفات اور توجہات اور یہ سب انعامات اور تائیدات اور یہ سب مکالمات اور مخاطبات بیُمن متابعت و محبت حضرت خاتم الانبیاء ﷺ ہیں''۔

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد 1۔ صفحہ 645 حاشیہ)

حضرت مسیح موعودؑ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانی ہدایت کے لئے عطا کردہ ذرائع میں قرآن پاک کے بعد سنت نبوی کو رکھا ہے۔ اور خود اس پہلو میں بےنظیر نمونہ دکھایا ہے۔ ایک جگہ فرمایا: ''میری صداقت کے نشانوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے رسول ﷺ کی اتباع اور پیروی کی توفیق بخشی ہے پس میں نے آنحضرت ﷺ کی باتوں میں سے کوئی بات ایسی نہیں دیکھی جس کو میں نے پورا نہ کیا ہو اور مشکلات کے پہاڑوں میں سے کوئی ایسا پہاڑ نہیں دیکھا جس کو میں نے سَر نہ کیا ہو، اور میرے ربّ نے مجھے ان لوگوں سے ملا دیا ہے جن پر انعام کیا جاتا ہے''۔ (ترجمہ آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5۔ صفحہ 483)

☆ حضرت مرزا دین محمد صاحبؓ آف لنگر وال بیان فرماتے ہیں کہ نماز فجر کے وقت آپؑ پانی کے ہلکے چھینٹوں سے مجھے جگاتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے دریافت کیا کہ حضور مجھے ویسے ہی کیوں نہیں جگادیتے؟ آپؑ نے فرمایا: رسول کریم ﷺ کا یہی طریق تھا، اس سنت پر میں کام کرتا ہوں۔

☆ آنحضور ﷺ نے (بلاضرورت) کھڑے ہوکر پانی پینے سے منع فرمایا۔ ایڈیٹر صاحب البدر حضورؑ کے سفر گورداسپور کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''حضرت مسیح موعودؑ کھڑے ہوئے تھے، آپؑ نے پانی مانگا۔ جب پانی آیا تو اُسے بیٹھ کر آپ نے پیا اور بھی کئی دفعہ دیکھا گیا ہے کہ پانی وغیرہ آپ ہمیشہ بیٹھ کر ہی پیتے ہیں۔

☆ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے ایسی چھت پر سونے سے منع فرمایا ہے جس پر پردہ کی دیوار یا منڈیر نہ ہو۔ حضرت میاں عبد العزیز صاحبؓ المعروف مغل بیان کرتے ہیں کہ گورداسپور میں جب کرم دین کے مقدمہ میں حضورؑ تشریف لے گئے تو وہاں آپؑ نے ایک کوٹھی غالباً کرایہ پر لی، گرمی کے دن تھے۔ چارپائیاں شام کے بعد ہم نے چھت پر چڑھادیں اور لکڑی کی سیڑھی لگا کر ہم چھت پر چڑھے حضور بھی چڑھے مگر اوپر پہنچتے ہی فرمایا کہ یہاں سے چارپائیاں نیچے اتار دو کیونکہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس چھت کے منڈیر اونچے نہ ہوں وہاں نہیں سونا چاہئے۔ چنانچہ چارپائیاں اُتار دی گئیں، حضور ایک کمرہ میں سوئے اور مفتی محمد صادق صاحبؓ اُس رات حضورؑ کو پنکھا کرتے رہے۔

☆ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ ایک موقع پر جبکہ حضرت مسیح موعودؑ اپنے کمرہ میں تشریف رکھتے تھے اور اُس وقت کچھ مہمان بھی آپ کی خدمت میں حاضر تھے کہ کسی شخص نے دروازہ پر دستک دی۔ اِس پر حاضر الوقت لوگوں میں سے ایک شخص نے اُٹھ کر دروازہ کھولنا چاہا تو حضرت مسیح موعودؑ جلدی سے اُٹھے اور فرمایا: ''ٹھہریں ٹھہریں مَیں خود دروازہ کھولوں گا، آپ مہمان ہیں اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ مہمان کا اکرام کرنا چاہئے''۔

☆ آنحضرت ﷺ کا ایک ارشاد یہ ہے کہ مہمان نوازی تین دنوں تک ہوتی ہے۔ حضرت شیخ غلام احمد صاحب واعظؓ سابق لالہ ہیرالعل بیان کرتے ہیں کہ 1900ء کے بعد میں قادیان میں مقیم ہوگیا اور تھوڑے عرصہ کے بعد شیر فروشی کی دکان کرلی اور حضرت مسیح موعودؑ سے عرض کیا کہ میں سیر بھر دودھ روزانہ آپؑ کے لئے بھیجا کروں گا۔ آپؑ نے فرمایا: میں نے تو بکری رکھی ہوئی ہے۔ مگر میں تین روز دودھ بھیجتا رہا۔ چوتھے روز آپؑ نے کہلا بھیجا کہ آج دودھ نہ بھیجنا۔ میں نے رقعہ کے ذریعہ عرض کیا کہ حضور ناراض ہوگئے ہیں یا دودھ اچھا نہیں ہوتا؟ آپؑ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ شریعت میں دعوت کی حد تین دن ہے......پس میں نے اسی پر عمل کیا۔

☆ آنحضرت ﷺ کا ایک ارشاد یوں ہے کہ جب تم سنو کہ کسی علاقہ میں طاعون پھوٹ پڑی ہے تو تم ہرگز اس علاقہ میں داخل نہ ہو اور اگر تم بھی اُسی علاقہ میں موجود ہو جہاں طاعون پھوٹی ہے تو پھر اس علاقہ سے مت نکلو۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے نشانوں میں طاعون کو بھی ظاہر فرمایا تو اگرچہ حضورؑ کو احمدیوں کی غیرمعمولی الٰہی حفاظت کا یقین تھا لیکن اس کے باوجود آپ فرمانِ رسول ﷺ کی مکمل پاسداری فرماتے۔ حضرت زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ اپنے والد حضرت ڈاکٹر عبدالستار شاہ صاحبؓ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ غالباً 1905ء کا واقعہ ہے کہ طاعون پنجاب میں زوروں پر تھی۔ راولپنڈی کا ضلع خاص طور پر لقمہ اجل بنا ہوا تھا حضرت والد صاحب مرحوم نے حضور سے اپنے وطن (سہالہ ضلع راولپنڈی) جانے کی درخواست کی مگر حضور نے اس بناء پر جانے سے روک دیا کہ حدیث میں منع ہے کہ کوئی شخص ایسی جگہ جائے جہاں وبا پھیلی ہوئی ہے۔

☆ حضرت حافظ محمد ابراہیم صاحبؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ سیر کو جارہے تھے اور بکثرت دوست ساتھ تھے۔ آپؑ نے اپنے تمام دوستوں کی طرف دیکھا جو کچھ آگے کچھ پیچھے، کچھ دائیں اور بائیں تھے۔ پھر فرمایا کہ ہمارے آنحضرت ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ جنگوں میں جایا کرتے تھے اور ہم اس سنت کو اس طرح ادا کرلیتے ہیں کہ صبح کے وقت اپنے دوستوں کے ساتھ تھوڑی دور تک سیر کرتے ہیں۔

☆ نماز میں امام کی اتباع کے متعلق آنحضور ﷺ نے سختی سے تاکید فرمائی ہے۔ اس پہلو سے حضرت مسیح موعودؑ کے حسین نمونہ کا ذکر حضرت چوہدری غلام سرور باجوہ صاحبؓ یوں فرماتے ہیں کہ ظہر کی نماز حضرت خلیفہ اولؓ پڑھا رہے تھے، حضرت صاحب پیچھے کھڑے تھے۔ جب اللہ اکبر ہوئی اور مقتدی کھڑے ہوگئے۔ حضرت خلیفہ اولؓ بڑھاپے کی وجہ سے جلدی نہ اُٹھ سکے، حضرت صاحب نے احتیاط کی یعنی امام کی پوری پوری اقتداء کی، باقی نے خیال نہ رکھا۔

حضرت مولانا محمد ابراہیم بقاپوری صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ نماز عصر میں حضرت خلیفہ اولؓ امام تھے۔ حضور نے امام کی اقتداء کا ایسا اعلیٰ نمونہ دکھایا جو قریباً ہم سب مقتدی ادا نہ کرسکے۔ یعنی حضرت خلیفہ اولؓ نے دوسری رکعت کیلئے اُٹھنے میں ذرا دیر لگائی۔ ہم سب مقتدی کھڑے ہوگئے لیکن حضرت مسیح موعودؑ اُسی طرح بیٹھے رہے اور جس طرح آہستہ آہستہ مولوی صاحب کھڑے ہوئے اسی طرح بعد میں حضرت مسیح موعودؑ کھڑے ہوگئے۔

☆ جس طرح آنحضور ﷺ نے کبھی مردوں کو، کبھی عورتوں کو، کبھی عوام الناس کو اور کبھی حکام کو دعوت الی اللہ دی۔ اسی طرح حضور علیہ السلام نے بھی کیا۔ چنانچہ خود فرمایا کہ جس طرح آپ ﷺ نے نام بنام سب کو خدا کا پیغام پہنچادیا، ایسا ہی میں نے بھی کئی مرتبہ عورتوں اور مردوں کو مختلف موقعوں پر تبلیغ کی ہے اور اب بھی کبھی گھر میں وعظ سنایا کرتا ہوں۔

☆ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضور ﷺ مسواک کیا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں بھی یہ فعل روزمرہ کے معمولات میں سے نظر آتا ہے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت صاحب مسواک کو بہت پسند فرماتے ہیں اور علاوہ مسواک کے اور مختلف چیزوں سے دن میں کئی دفعہ دانتوں کو صاف کرتے ہیں۔

حضرت میر محمد اسماعیل صاحبؓ فرماتے ہیں کہ حضرت صاحب مسواک بہت پسند فرماتے تھے۔ تازہ کیکر کی مسواک کیا کرتے تھے گو التزاماً نہیں، وضو کے وقت صرف انگلی سے ہی مسواک کرلیا کرتے تھے، مسواک کئی دفعہ کہہ کر مجھ سے بھی منگائی ہے اور دیگر خادموں سے بھی منگوایا کرتے تھے اور بعض اوقات نماز اور وضو کے علاوہ بھی استعمال کرتے تھے۔

☆ اپنے آقا رسول کریم ﷺ کے تعامل میں حضرت اقدسؑ تیمارداری کا خلق بھی بجالاتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت نواب محمد علی خانصاحبؓ کو ان کی بیماری کے موقع پر تحریر فرمایا: ''......غائبانہ آپ کی شفاء کے لئے دعا کرتا ہوں مگر چاہتا ہوں کہ آپ کے پاس آکر سنت عیادت کا ثواب بھی حاصل کروں''۔

☆ پاؤں پر مسح کے بارہ میں حضرت چوہدری رستم علی صاحبؓ نے حضرت اقدسؑ سے دریافت کیا تو آپ نے جواباً تحریر فرمایا کہ ''پاؤں کے مسح کی بابت یہ تحقیق ہے کہ آیت کی عبارت پر نظر ڈالنے سے نحوی قاعدہ کی رُو سے دونوں طرح کے معنے نکلتے ہیں یعنی غسل کرنا اور مسح کرنا اور پھر ہم نے جب متواتر آثار نبویہ کی رو سے دیکھا تو ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ پاؤں دھوتے تھے اس لئے وہ پہلے معنے غسل کرنا معتبر سمجھے گئے۔

☆ ''براہین احمدیہ'' میں درج ایک فارسی شعر کا ترجمہ ہے: اُن (آنحضرتؐ) کی پیروی دل کو اس قدر انشراح بخشے کہ کوئی سو سال جہاد کرکے بھی نہ پائے۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کے اتباعِ تعامل (سنت) نبوی کے متعلق فرمایا: ایک مسئلہ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا کہ میری عقل اس صورت میں یوں چاہتی ہے مگر تعامل اس کے خلاف تھا اس لئے آپؑ نے فرمایا کہ اس کے متعلق تلاش کرو کوئی حوالہ مل جائے۔ جب نہ ملا تو آپ نے تعامل کے مطابق ہی عمل کیا حالانکہ آپ حکم وعدل تھے۔

☆ حضرت حکیم قطب الدین صاحبؓ بدوملہوی بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ سب باتوں کی کلید یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع ہو۔

☆ حضورؑ اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''......روحانیت کی نشوونما اور زندگی کے لئے صرف ایک ہی ذریعہ خدا تعالیٰ نے رکھا ہے اور وہ اِتباعِ رسولؐ ہے......پس میری نصیحت یہی ہے کہ ان خیالات سے بالکل الگ رہو اور وہ طریق اختیار کرو جو خدا تعالیٰ کے رسول ﷺ نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے......اس لئے تقویٰ اختیار کرو، سنت نبویؐ کی عزت کرو اور اس پر قائم ہوکر دکھاؤ جو قرآن شریف کی تعلیم کا اصل فخر یہی ہے''۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 558-559)

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 31/مارچ 2008ء میں مکرم عبدالسلام صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔ اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

زمین و آسماں بدلے، رُخِ شمس و قمر بدلا
ذرا اُٹھ دیکھ اے بندے! ستارۂ سحر بدلا
پیام امن عالمگیر لایا حضرت مہدی
سلام زندگانی میں فساد بحر و بر بدلا
کریں گے ہم جہاد نو سے تسخیر دلِ آدم
برنگ حجت و برہاں دم تیغ و تبر بدلا
یہی دیوانگی' فرزانگی پر آئے گی غالب
نہ وہ سنگ ستم بدلا نہ یہ شوریدہ سر بدلا
ہزاروں لالہ وگل ہیں کھلے پھر باغ ہستی میں
مسیحا کے نفس سے موجۂ بادِ سحر بدلا

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
26th February 2010 – 1st April 2010

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 26th March 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:20 Tilawat
00:35 Yassarnal Qur'an: lesson no. 6.
00:55 Insight & Science and Medicine Review
01:30 Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 31st December 1996.
02:50 MTA World News & Khabarnama
03:30 Historic Facts
04:15 Tarjamatul Qur'an Class: an in-depth explanation of Qur'anic verses. Rec. on 22nd July 1994.
05:05 Jalsa Salana New UK 2006: address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, on 29th July 2006 from the ladies Jalsa Gah.
06:05 Tilawat, Dars-e-Hadith, Insight & Science and Medicine News Review
07:05 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Lajna) class with Huzoor, recorded on 13th January 2008.
08:10 Le Francais c'est Facile: lesson no. 88.
08:35 Siraiki Service
09:20 Reply to Allegations: an Urdu programme with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra), replying to allegations made against the Jama'at, rec. on 24th January 1994.
09:55 Indonesian Service
10:55 Seerat Sahabiyat-e-Rasool (saw)
12:00 Tilawat, Insight & Science and Medicine News
13:00 Live Friday sermon
14:05 Dars-e-Hadith
14:10 Shotter Shondhane
15:15 Seerat Sahabiyat-e-Rasool (saw) [R]
16:00 Khabarnama: daily international Urdu news.
16:15 Friday Sermon [R]
17:20 Jalsa Salana Germany 2006: address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, on 11th June 2006 from the ladies Jalsa Gah.
18:05 MTA World News
18:30 Shotter Shondhane [R]
19:30 Arabic Service
20:30 Insight & Science and Medicine Review
21:05 Friday Sermon [R]
22:25 Ulamaa-u-Hum
23:15 Reply to Allegations [R]

Saturday 27th March 2010

00:05 MTA World News & Khabarnama
00:35 Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
01:45 Liqa Ma'al Arab: rec. on 1st January 1997.
02:50 MTA World News & Khabarnama
03:15 Friday Sermon: rec. on 26th March 2010.
04:25 Rah-e-Huda: interactive talk show answering questions about the Ahmadiyya Muslim Community, rec. on 20th February 2010.
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
06:55 Jalsa Salana UK 2006: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, rec. on 30th July 2006.
08:00 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on 13th February 1984.
09:20 Friday Sermon [R]
10:25 Indonesian Service
11:20 French Service
12:25 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35 Yassarnal Qur'an: lesson no. 7.
12:50 Live Intikhab-e-Sukhan: poem request programme
13:20 Shotter Shondhane: rec. 27th February 2010.
14:50 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Lajna) class with Huzoor, recorded on 13th January 2008.
16:00 Khabarnama
16:15 Live Rah-e-Huda: interactive talk show
17:45 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 MTA World News
18:15 Dars-e-Hadith
18:30 Shotter Shondhane [R]
20:05 Arabic Service
20:35 International Jama'at News
21:05 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Lajna) class [R]
22:15 Rah-e-Huda [R]
23:45 Friday Sermon [R]

Sunday 28th March 2010

00:55 MTA World News & Khabarnama
01:25 Yassarnal Qur'an: lesson no. 7.
01:40 Tilawat
01:50 Liqa Ma'al Arab: rec. on 6th January 1997.
02:55 MTA World News & Khabarnama
03:30 Friday Sermon: rec. on 26th March 2010.
04:30 Faith Matters
05:30 Ken Harris Oil Painting
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) class with Huzoor, recorded on 19th January 2008.
07:25 Faith Matters [R]
08:30 MTA Variety: Peace Village, Canada.
09:00 Jalsa Salana USA 2006: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 3rd September 2006.
10:00 Indonesian Service
11:00 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon. Recorded on 11th January 2008.
12:10 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:25 Yassarnal Qur'an: lesson no. 8.
12:50 Friday Sermon [R]
13:55 Shotter Shondhane: rec. 28th February 2010.
15:30 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) class [R]
16:30 Khabarnama: daily international Urdu news.
16:40 Faith Matters [R]
17:45 Yassarnal Qur'an [R]
18:10 MTA World News
18:30 Shotter Shondhane [R]
20:05 Arabic Service
20:40 MTA Variety [R]
21:10 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) class [R]
22:15 Friday Sermon [R]
23:20 Success Stories: Tariq Saeed.

Monday 29th March 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:30 Tilawat
00:40 Yassarnal Qur'an: lesson no. 8.
01:05 International Jama'at News
01:40 Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 7th January 1997.
02:45 MTA World News & Khabarnama
03:20 Friday Sermon: rec. on 26th March 2010.
04:20 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 5th November 1995. Part 2.
05:20 Success Stories: Tariq Saeed.
06:05 Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
07:05 Bustan-e-Waqf-e-Nau class with Huzoor, recorded on 20th January 2008.
08:10 The Finality of Prophethood
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 1st August 1997.
10:05 Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, rec. on 22nd January 2010.
11:00 Jalsa Salana Speeches: Muhammad Karimuddin Shahid.
11:35 Le Francais c'est Facile: lesson no. 79.
12:00 Tilawat & International Jama'at News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Friday Sermon: rec. on 20th March 2009.
15:10 Jalsa Salana Speeches [R]
16:00 Khabarnama
16:20 Bustan-e-Waqf-e-Nau class [R]
17:25 Le Francais c'est Facile [R]
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:30 Liqa Ma'al Arab: rec. on 8th January 1997.
20:35 International Jama'at News
21:05 Bustan-e-Waqf-e-Nau class [R]
22:15 Jalsa Salana Speeches [R]
23:00 The Finality of Prophethood [R]

Tuesday 30th March 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:35 Tilawat, Dars-e-Hadith, Insight & Science and Medicine Review
01:35 Liqa Ma'al Arab: rec. on 8th January 1997.
02:40 Le Francais c'est Facile: lesson no. 79.
03:00 MTA World News & Khabarnama
03:45 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 1st August 1997.
05:00 Jalsa Salana Qadian 2006: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 28th December 2006.
06:05 Tilawat, Dars-e-Malfoozat, Insight & Science and Medicine Review
07:05 Children's class with Huzoor, recorded on 26th January 2008.
08:10 Question and Answer Session: rec. on 18th November 1995. Part 1.
09:15 Spotlight: interview with Fajr Mahmood Attya
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon delivered on 19th June 2009.
12:05 Tilawat, Insight & Science and Medicine Review
12:55 Yassarnal Qur'an
13:15 Bangla Shomprochar
14:20 Majlis Ansarullah UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor in 2008.
15:10 Children's Class [R]
16:05 Khabarnama: daily international Urdu news.
16:15 Question and Answer Session [R]
17:20 Yassarnal Qur'an [R]
17:40 Historic Facts
18:15 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:30 Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 26th March 2010.
20:35 Insight & Science and Medicine Review
21:10 Children's Class [R]
22:00 Majlis Ansarullah UK Ijtema [R]
22:55 Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.

Wednesday 31st March 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:30 Tilawat
00:40 Yassarnal Qur'an
01:15 Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 11th February 1997.
02:20 Learning Arabic: lesson no. 23.
03:00 MTA World News & Khabarnama
03:30 Question and Answer Session: rec. on 18th November 1995. Part 1.
04:35 Spotlight: interview with Fajr Mahmood Attya
05:05 Majlis Ansarullah UK Ijtema 2008: concluding address delivered by Huzoor.
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25 Ken Harris' Oil Painting
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor recorded on 27th January 2008.
08:00 Tarbiyyati class: Khuddam, Pakistan.
08:25 Question and Answer Session: recorded on 18th November 1995. Part 2.
09:25 Indonesian Service
10:25 Swahili Service
11:35 Tilawat
11:45 Yassarnal Qur'an
12:00 From the Archives: Friday sermon delivered on 5th December 1986 by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), on the prayers for Jihad.
12:55 Bangla Shomprochar
13:55 Jalsa Salana UK 2007: opening address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, rec. on 27th July 2007.
15:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class [R]
15:55 Khabarnama
16:10 Ken Harris Oil Painting [R]
16:40 Yassarnal Qur'an [R]
16:55 Question and Answer Session [R]
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:30 Liqa Ma'al Arab: rec. on 12th February 1997.
20:35 Tarbiyyati class [R]
21:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class [R]
22:05 Jalsa Salana UK 2006 [R]
23:05 From the Archives [R]

Thursday 1st April 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:30 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:55 Yassarnal Qur'an
01:25 Liqa Ma'al Arab: rec. on 12th February 1997.
02:30 Khuddam Tarbiyyati Class
03:05 MTA World News & Khabarnama
03:35 From the Archives: rec. 5th December 1986.
04:25 Ken Harris Oil Painting
04:55 Jalsa Salana UK 2007: opening address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, rec. on 27th July 2007.
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) class with Huzoor, recorded on 12th January 2008.
07:30 Dars-e-Malfoozat
08:05 Faith Matters
09:10 English Mulaqat: with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), rec. on 31st March 1996.
10:20 Indonesian Service
11:25 Pushto Muzakrah
12:10 Tilawat
12:35 Yassarnal Qur'an: lesson no. 11.
13:00 Bengali Service: Bengali translation of the Friday sermon, recorded on 26th March 2010.
14:00 Jalsa Salana UK 2007: address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, rec. on 28th July 2007 from the ladies Jalsa Gah.
15:15 Tarjamatul Qur'an Class
16:20 Khabarnama
16:40 Yassarnal Qur'an [R]
17:00 English Mulaqat [R]
18:15 MTA World News
18:30 Live Arabic Service
20:30 Faith Matters [R]
21:35 Tarjamatul Qur'an Class [R]
22:40 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) class [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org
Vol 17 Friday 19 March , 2010 Issue No. 12

برطانوی ہاؤس آف پارلیمنٹ کے جوبلی روم میں
جلسہ یوم مسیح موعودؑ کا انعقاد

(رپورٹ مرتبہ: حامدہ سنوری فاروقی۔لندن)

مورخہ 8/فروری 2010ء بروز پیر برطانیہ کے ہاؤس آف پارلیمنٹ جو لندن شہر کے عین وسط میں واقعہ آزاد دنیا کا دل سمجھا جاتا ہے وہاں ایک ہزار سال سے زیادہ پرانی عمارت کے ایک نہایت اہم ہال میں جماعت احمدیہ کے تقریباً 500 افراد مرد و خواتین اور بچوں نے یوم مسیح موعودؑ کی تقریب میں شرکت کی۔

اس تقریب کا قیام یوں عمل میں آیا کہ محترمہ Siobhain McDonaugh جو مارڈن (حلقہ بیت الفتوح) اور مچم کی نمائندہ ممبر آف پارلیمنٹ ہیں نے مکرم نصیر دین صاحب (ریجنل امیر لندن) سے ایک ملاقات کے دوران اظہار کیا کہ وہ خواہش رکھتی ہیں کہ جماعت کے افراد کو جو انکے حلقہ انتخاب سے تعلق رکھتے ہیں وہ دعوت دیں کہ وہ ہاؤس آف پارلیمنٹ میں جمع ہوکر جماعت احمدیہ کی کوئی تقریب منعقد کریں جس میں ممبران پارلیمنٹ بھی ان کے ساتھ شریک ہوسکیں۔محترم امیر صاحب یوکے نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اجازت اور دعا کیلئے عرض کیا۔جس کے بعد سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت پر جلسہ منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ محترمہ Siobhain McDonaugh نے دعوت نامے بھجوا دیئے اور ممبران جماعت سے درخواست کی گئی کہ وہ اس تقریب میں شریک ہوں۔

تقریب کا انعقاد جوبلی روم میں کیا گیا تھا۔

سب سے پہلے امام مسجد بیت الفتوح محترم نسیم احمد باجوہ صاحب نے سورۃ الحجرات کی آیات نمبر 12، 13، 14 کی تلاوت کی اور انگریزی ترجمہ پیش کیا جس کے بعد مکرم امیر صاحب یوکے رفیق احمد حیات صاحب نے اپنی تقریر میں سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کی غرض بیان کرتے ہوئے کہا کہ جب اسلام دنیا کے ایک بہت وسیع وعریض حصہ میں پھیل گیا اور تقریباً تمام جدید سائنسی علوم کی بنیادیں رکھنے اور پھر علوم کو اپنی انتہا تک پہنچانے کے بعد مسلمانوں میں زوال آیا تو اسکی وجہ ان میں بتدریج پیدا ہونے والی اخلاقی اور دینی کمزوریاں تھیں۔ بانی اسلام حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیشگوئیوں کے عین مطابق چودہ صدیاں کے گزرنے کے بعد مسیح موعود اور مہدی کا ظہور ہونا تھا جن کے آنے کی خبر تمام بڑے مذاہب میں دی گئی تھی۔ ان پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ ہندوستان کے ایک چھوٹے سے قصبہ قادیان میں پیدا ہوئے اور 1889ء میں انہوں نے جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی۔آپ نے اپنے مشن کی غرض یہ بیان فرمائی کہ تمام انسانوں میں، دنیا بھر میں امن اور بھائی چارے کا قیام عمل میں لائیں جہاں دنیا بھر کی قومیں اسلام کی اعلیٰ اقدار کی چھتری تلے برادرانہ تعلقات کے ساتھ امن اور محبت سے رہیں۔

اس کے بعد امیر صاحب نے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی تصنیف ''پیغام صلح'' سے ایک اقتباس پڑھ کر سنایا جس میں حضورؑ فرماتے ہیں:

''وہ دین دین نہیں ہے جس میں عام ہمدردی کی تعلیم نہ ہو اور نہ وہ انسان انسان ہے جس میں ہمدردی کا مادہ نہ ہو۔ ہمارے خدا نے کسی قوم سے فرق نہیں کیا۔ مثلاً جو انسانی طاقتیں آریہ ورت کی قدیم قوموں کو دی گئی ہیں وہی تمام قوتیں عربوں اور فارسیوں اور شامیوں اور چینیوں اور جاپانیوں اور یورپ اور امریکہ کی قوموں کو بھی عطا کی گئی ہیں۔ سب کیلئے خدا کی زمین فرش کا کام دیتی ہے اور سب کیلئے اس کا سورج اور چاند اور کئی اور ستارے روشن چراغ کا کام دے رہے ہیں۔............پس یہ اخلاق ربّانی ہمیں سبق دیتے ہیں کہ ہم بھی اپنے بنی نوع انسانوں سے مروّت اور سلوک کے ساتھ پیش آویں اور تنگ دل اور تنگ ظرف نہ بنیں''۔(پیغام صلح۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 439-440)

امیر صاحب نے مزید کہا کہ اس وقت دنیا میں Islamophobia یعنی اسلام کا خوف پھیلایا جا رہا ہے حالانکہ اسلام کے اصول تمام انسانوں کی فلاح اور رہنمائی کیلئے نہایت متوازن قواعد ہیں۔اسلام میں انتہا پسندی اور خودکشی کی قسم کا کوئی تصور موجود نہیں۔مذاہب کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو یہ افسوسناک حقیقت سامنے آتی ہے کہ نفرتیں اور بغض وعناد مذہب کے نام پر پھیلائے گئے جبکہ مذاہب کی اصل تعلیم کا مقصد صرف خدا کے ساتھ تعلق اور اس کی مخلوق کے ساتھ امن اور ہمدردی رہا ہے۔ اس ملک میں بڑی تعداد میں لوگ مختلف معاشروں اور مذاہب سے تعلق رکھنے والے آباد ہیں۔ان کیلئے قرآن کریم نے ہدایت فرمائی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی فرمانبرداری کریں۔ ہماری جماعت کے بانی حضرت مسیح موعودؑ نے اخلاقیات اور روحانیت کو بڑھانے کیلئے قلمی جہاد کا حکم دیا اور فرمایا کہ ان ضرورتوں کیلئے تلوار کے جہاد کی اجازت نہیں۔ ہر شخص مذہبی آزادی رکھتا ہے۔کسی قسم کا جبر اسلام میں جائز نہیں۔اسی تعلیم کے مطابق ہماری جماعت کے افراد یہ یقین رکھتے ہیں کہ اسلام دنیا کا دل جیت سکتا ہے مگر اسکا واحد ذریعہ اسلام کی خوبصورت تعلیمات کو نہ صرف پیش کرنا ہے اور اپنے ذاتی اعمال کے ذریعہ اجاگر کرنا ہے۔ اسی جذبہ کے تحت جماعت نے دنیا کے 195 ممالک میں مراکز اور اور مساجد تعمیر کی ہیں اور جہاں جہاں دکھی انسانیت کی ضروریات دیکھی جاتی ہیں وہاں کیا تعلیمی، کیا طبی، کیا پانی یا خوراک کی ضروریات ہوں جماعت کے افراد ان خدمات کیلئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔

اسلام کی حسین تعلیمات دنیا میں پھیلانے اور قیام امن کی کوششوں کیلئے خلیفۂ وقت کے حکم کے مطابق اس وقت برطانیہ میں جماعت کوشش کر رہی ہے کہ تمام لوگوں تک اسلام کے امن کا پیغام پہنچایا جائے۔ اس وقت اس سلسلہ میں ایک سو بسوں پر اشتہار چھپوایا گیا ہے جس پر لکھا گیا ہے: Muslims for Loyalty, Freedom and Peace یعنی مسلمان حب الوطنی، آزادی ضمیر اور امن کے خواہاں ہیں۔اس کے آگے جماعت کا نصب العین: L0ve For All Hatred For None یعنی 'محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں' بھی لکھا ہے۔آخر پر جماعت کے تعارف کیلئے لکھا ہے:

Ahmadiyya Muslim Community UK

اس پیغام کو ہم برطانیہ کے ہر گھر میں پہنچانا چاہتے ہیں۔اس سال ہمارا لیفلیٹ 30 لاکھ افراد میں تقسیم کیا جائے گا۔

امیر صاحب کی تقریر کے بعد منسٹر آف سٹیٹ برائے امیگریشن محترم فل وولیس نے اپنی تقریر میں محترمہ شیوون میکڈونا کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ یہ بہت ہی اچھی تقریب انہوں نے منعقد کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ تقریب کے شروع میں جو قرآن کریم کی تلاوت نہایت خوبصورتی سے کی گئی ہے اس نے انہیں بہت متاثر کیا ہے اور انہوں نے ترجمہ سنتے ہوئے اس کے نوٹ اپنے پاس لکھ کر رکھ لئے۔

انہوں نے مزید کہا کہ اس شاندار ایک ہزار سال پرانی عمارت کو بنانے کا مقصد یہ تھا کہ یہ انسانوں کی آزادی اور برابری کی علمبردار رہے گی اور جب یہ کہا جاتا ہے کہ تمام انسان برابر ہیں تو میں ہمیشہ اپنے دل میں یقین رکھتا ہوں کہ تمام انسان خدا تعالیٰ کی نظر میں برابر ہیں۔انہوں نے کہا کہ بعض عناصر انسانوں میں آپس میں تفریق اور پھوٹ ڈالنے میں کوشاں رہتے ہیں مگر جن اعلیٰ اقدار کا ذکر ابھی کیا گیا ہے یہ نہایت اعلیٰ اور وسیع حوصلوں کو چاہتی ہیں اور ان کے روزمرہ کی زندگی اور تمام دنیا میں قیام کیلئے ہمیں آپ کی مدد چاہیے اور خاص طور پر نوجوانوں کی ان اقدار پر پرورش نہایت امید افزا ہوگی۔ کیونکہ اس وقت نوجوان دنیا میں پھیلی ہوئی بدامنی سے ہراساں اور پریشان ہیں۔انہوں نے جماعت کی قیام امن کی کوششوں کو سراہتے ہوئے کہا کہ دسمبر میں وزیر برائے کمیونٹیز نے جبکہ وہ آپ کے ساتھ ایک موقع پر شریک تھے جماعت احمدیہ کی کوششوں کو خراج تحسین پیش کیا تھا جو وہ ملک بھر میں اسلام کی صحیح تعلیمات کو پھیلانے کیلئے کر رہی ہے اور انہوں نے کہا تھا کہ یہ پیغام حب الوطنی، آزادی، برابری، باہمی رواداری، عزت اور امن کے ساتھ زندگی نہایت اعلیٰ اقدار اور وصف ہیں۔ میں بھی آپ کے ان جذبوں کی قدر کرتا ہوں اور قرآن کے ان احکامات کو میں نے نوٹ کرلیا ہے۔انہوں نے بتایا کہ آپ کی تقریب میں مندرجہ ذیل کمرے استعمال ہوئے: WestminsterHall/Jubilee Room، انٹر پارلیمنٹری یونین روم اور کامن ویلتھ روم۔

وزیر موصوف کی تقریر کے بعد محترم عطاء المجیب راشد صاحب مشنری انچارج یوکے نے اپنی تقریر میں کہا کہ یہ ایک خوش کن اور تاریخی موقع ہے کہ ہم نے آج یہاں جمع ہوکر یوم مسیح موعودؑ کی تقریب منعقد کی ہے۔سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے 23 مارچ 1889ء کو جماعت احمدیہ کی بنیاد خدا تعالیٰ سے حکم پاکر رکھی تھی۔جس کا مقصد یہ تھا کہ صحیح اسلامی تعلیمات کا قیام دوبارہ دنیا میں عمل میں آئے اور ان تعلیمات کا حسن دوبارہ دنیا میں اجاگر ہو۔ پہلے روز 40 افراد نے بیعت کی اور آج 121 سال گزر جانے پر کروڑہا افراد دنیا کے 195 ممالک میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اس جماعت سے منسلک ہیں اور مختلف طبقہ ہائے فکر اور اقوام سے تعلق رکھنے والے افراد روز بروز جماعت میں داخل ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ سے وعدہ فرمایا تھا کہ: ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا''۔بفضل تعالیٰ اس کے عین مطابق یہ پیغام ساری دنیا میں پہنچ رہا ہے، مساجد کے ذریعہ اور دنیا کی بہت سی زبانوں میں اسلامی تعلیمات کے تراجم پیش کر کے بھی۔ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے وصال کے بعد خدائی وعدوں اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق خلافت کا نظام جاری ہوا۔ اس وقت بفضلہ تعالیٰ پانچویں خلیفہ ہیں۔ حضور انور عالمی جماعت کی اخلاقی، روحانی اور انتظامی ترقیات کیلئے رہنمائی فرماتے ہیں۔ اور قیام امن اور خدمت انسانیت کیلئے عالمی سطح پر کوششیں کر رہے ہیں۔

اسلام صرف زبانی اظہار کا نام نہیں ہے بلکہ تمام بنیادی اخلاق جو اسلام نے سکھائے ہیں، ممبران جماعت ان پر عمل پیرا ہیں ۔خلق خدا کی ہمدردی جماعت کے کاموں میں بہت بڑا حصہ ہے۔ امریکہ، افریقہ، ایشیا غرض ہر جگہ جماعت ''محبت سب کیلئے

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں